وَلَا یَجرِمَنَّکُم شَنَآنُ قَومٍ عَلَى أَلَّا تَعدِلُوا اِعدِلُوا هُوَ أَقرَبُ لِلتَّقوٰی

اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، انصاف کرو کہ یہی بات تقوی کے زیادہ نزدیک ہے۔

حضرت مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم

کے افکار اقوالِ سلف کی روشنی میں

نیز

وفاق علمائے ہند اور اس کے اتہامات کا جائزہ









از

مولانا محمد مطیع الرحمٰن

ناشر

مدرسہ عبیدیہ ٹرسٹ، جہاں نما، حیدرآباد (تلنگانہ) انڈیا

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰى أَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى

اورکسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، انصاف کرو کہ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے۔

حضرت مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم کے افکار اقوالِ سلف کی روشنی میں

نیز

وفاق علمائے ہند اور اس کے اتہامات کا جائزہ

از

مولانا محمد مطیع الرحمٰن

مہتمم مدرسہ عبیدیہ ٹرسٹ

جہاں نما حیدرآباد (تلنگانہ) انڈیا

ناشر

مدرسہ عبیدیہ ٹرسٹ، حیدرآباد

تفصیلات

نام کتاب	:	حضرت مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم کے افکار اقوالِ سلف کی روشنی میں ....
مؤلف	:	مولانا محمد مطیع الرحمٰن فون:8801941215
صفحات	:	80
سن طباعت	:	پہلا ایڈیشن: ۱۴۴۰ھ=۲۰۱۹ء
تعداد	:	2000
کتابت وپرنٹنگ	:	مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری قبا گرافکس، حیدرآباد، فون:9704172672
ناشر	:	مدرسہ عبیدیہ ٹرسٹ، جہاں نما حیدرآباد (تلنگانہ) انڈیا

ملنے کے پتہ

مدرسہ عبیدیہ ٹرسٹ، جہاں نما حیدرآباد (تلنگانہ) انڈیا

فون:9989259906

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم

الحمدللہ! بندہ کے والد صاحب حضرت مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے جماعت دعوت وتبلیغ سے وابستہ ہوگئے تھے، جس کی برکت تھی کہ بندہ طفولیت سے ہی دینی اور دعوتی ماحول میں رہا؛ اسی لئے سب سے پہلے ۱۹۸۹ء میں جماعت میں جانا ہوا، تعلیم اپنے شہر حیدرآباد کے معروف مدارس اشرف العلوم اور دارالعلوم حیدرآباد میں حاصل کی اور جامعہ مظاہر علوم سہارنپور سے فراغت حاصل کی اور چوں کہ گھرانہ کے مخصوص دعوتی ماحول کی وجہ سے دل کا میلان مرکز نظام الدین اور مرکز کے بزرگوں کی طرف زیادہ رہا، اسی لئے بندہ ۱۹۹۲ء میں حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت بھی ہوگیا تھا۔

انہی وجوہات کی وجہ سے مرکز نظام الدین کے تمام بزرگوں سے غیر معمولی ربط وتعلق قائم رہا، اور تمام بزرگوں کے بیانات کو شوق اور ذوق سے سننے کا مزاج رہا، رفتہ رفتہ وقت گزرتا گیا اور بزرگوں کی رہبری میں کام کے سمجھنے کے مواقع میسر آتے گئے، اور تمام ہی اکابرین کے بیانات سننے میں دلچسپی اور شوق یکساں رہا، ادھر کچھ سالوں سے بزرگوں کے باہم اختلافات کی وجہ سے جو احوال پیش آئے اس کا غم بھی کم نہیں؛ لیکن اللہ کا فضل ہے بزرگوں کے مراتب کا لحاظ کرنے اور ان کی عظمت میں کسی بھی قسم کی کمی کے آنے سے اللہ کی بارگاہ میں اپنی حفاظت مانگتا رہتا ہوں۔

کافی دنوں سے وفاق علمائے ہند کی طرف سے تبلیغ کے موجودہ اختلاف سے متعلق مختلف تحریرات ہمارے ملک میں گردش کررہی ہیں، اس کے سرورق سے لے کر آخر تک کے

تمام مضامین کے انتہائی سطحی اور پھسپھسا ہونے کی وجہ سے کبھی خیال نہیں آیا کہ کوئی چوکنا آدمی اس سے متاثر ہوگا، خصوصاً اس وجہ سے کیوں کہ حضرت مولانا محمد سعد صاحب کے جن اقتباسات پر اعتراضات درج تھے، ان اقتباسات کو مختلف انداز اور تعبیرات سے دعوت وتبلیغ کے دیگر بزرگوں، مثلاً: حضرت مولانا یعقوب صاحب دامت برکاتہم سہارنپوری، حضرت مولانا ابراہیم صاحب دامت برکاتہم دیولا اور حضرت مولانا احمد لاٹ صاحب دامت برکاتہم کے بیانات میں بارہا سن چکا ہوں، میں ہی نہیں بلکہ وہ تمام افراد جنہوں نے ان بزرگوں کے بیانات کو سنا ہوگا، وہ سب بھی اس کو محسوس کرتے ہوں گے، نیز وفاق علمائے ہند کے نام سے جو تحریر سامنے آئی، اس کے اقتباسات کی حقیقت تو وہی تھی جو ذکر کی گئی؛ لیکن اقتباسات کے ذیل میں جو معنی درج کئے گئے وہ معنی ہرگز بزرگوں کی مراد نہیں ہے اور ان پر جو حواشی لگائے گئے بہت سی جگہ تو اقتباسات سے اس کی کچھ مناسبت نہیں ہے؛ بلکہ وہ معنی تحریر نگار کے خود ساختہ ہیں، اسی وجہ سے کبھی اس پر کچھ لکھنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی اور اس میں ضیاعِ وقت محسوس ہوا۔

لیکن حال ہی میں بعض تحریرات کے عام کرنے کی اتنی زیادہ کوششوں کی اطلاع ملی کہ بعض دوستوں کو اس سے بعض سادہ لوح لوگوں کے ذہنی انتشار میں مبتلا ہونے کا خطرہ محسوس ہوا، اور ان کو کچھ وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اس سلسلہ میں بندہ نے اپنے ان محترم متعلقین سے رابطہ کیا جن کی نگرانی میں بندہ نے علم ودعوت کی منزلین طے کی تھیں، اور ان دوستوں سے بھی رابطہ کیا جن کو بندہ دعوت وتبلیغ کی محنت میں ایک مدت سے متحرک دیکھ رہا تھا، تو ان سے عرض کیا تو ان بزرگوں نے دعوت وتبلیغ سے متعلقہ کتابوں کی طرف متوجہ کیا جن میں دعوت وتبلیغ کے اولین بزرگوں کے ملفوظات واقوال تھے جن کے مطالعہ کے بعد تو بندہ کے تعجب کی انتہا نہ رہی اور بندہ کے شرح صدر میں مزید اضافہ ہوا اور یہ محسوس کیا کہ الزامات اور اتہامات بلکہ غلط بیانیوں کے اس پراگندہ ماحول میں حاصل مطالعہ کی اشاعت دینی فریضہ ہے، جو امت کی امانت ہے، اور پیش خدمت ہے،

کاش کوئی دقیق النظر شخص جس طی علوم قرآن وسنت پر بھی گہری نظر ہو، اوراس کام سے اور کام کے اکابراور دیگر علماء کے بیانات، ملفوظات اور تصانیف سے بھی پورے طور پر واقف ہو، وہ اس کام کے لئے کچھ وقت فارغ کرلے تو یہ وقت کی اہم ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سب کے لئے نفع بخش بنائے ، اللہ تعالیٰ ان تمام ساتھیوں کو جزاء خیر عطاء فرمائے جن کی رہبری اور تعاون سے یہ کام آسان ہوا اور بندہ کے لئے دعوت کے کام میں استقامت اور آخرت کے لئے ذخیرہ فرمائے۔آمین!

فقط والسلام

محمد مطیع الرحمٰن

جمعۃ المبارک

۹/جمادی الأخری ۱۴۴۰ھ، ۱۵/فروری ۲۰۱۹ء

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رسوله الکریم

جو ہمیں دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں

امابعد! اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے: "مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا "(صحیح مسلم، کتاب الإیمان، حدیث نمبر:۱۶۴-۱۰۱)" ترجمہ: جو ہمیں دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں"۔ کیا وفاق علمائے ہند کا عنوان دھوکہ نہیں ہے؟ کیا ساری دنیا کے لوگ یہ نہیں سمجھیں گے کہ یہ تحریر ہند کے تمام علماء کے اتفاق سے شائع ہوئی ہے؟ کیا ہمارے ملک میں وفاق علمائے ہند کا کوئی وجود ہے؟ کیا اس کا کوئی صدر ہے؟ کیا اس کا کوئی دفتر ہے؟ آخر کوئی اپنا نام کیوں نہیں بتا رہا؟ اپنا پتہ کیوں نہیں بتا رہا کہ جس سے دنیا کے سامنے اس وفاق کی حقیقت ظاہر ہو؟

جب وفاق علمائے ہند کے پرچے گمنام پتہ اور انجان افراد کے ذریعہ ملک کے بڑے علماء کرام کے پاس بھیجے گئے، تو سنجیدہ اہل علم نے اس کو بالکل پسند نہیں کیا؛ کیونکہ علمی چیزیں بے نام یا گمنام افراد کے ذریعہ علمی نہیں، بلکہ سازش سمجھی جاتی ہیں، خاص طور پر جبکہ اختلافات کے وقت میں فریقین میں سے ایک فریق دوسرے کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کے تخیل سے خالی نہیں ہوتا ہے، اسی لئے سمجھ بوجھ رکھنے والے اہل علم نے اس تحریر کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کیا، چہ جائے کہ کوئی تائید ہوتی، اسی لئے دو صفحہ کا ایک خط لکھ کر اس پر اس وفاق کے کچھ اراکین کے صرف نام اور فون نمبر درج کئے گئے، لیکن ان ناموں میں بھی ایک بھی نام نہ علمی حلقہ میں متعارف ہے، اور نہ ہی دعوت وتبلیغ میں ان کا کوئی ذکر و تذکرہ ہے۔

معروف علمائے ہند کی وفاق علمائے ہند سے لاتعلقی اور اظہار برأت

اس سلسلہ میں ہندوستان کے معروف اور اہم درسگاہوں کے ممتاز اساتذۂ کرام سے رجوع کیا گیا، تو اکثر علمائے ہند نے اس وفاق سے لاعلمی بلکہ برأت ظاہر کی، دارالعلوم دیوبند

کے مہتمم مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم، دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم مولانا عبدالخالق مدراسی صاحب دامت برکاتہم، دارالعلوم دیوبند کے دوسرے نائب مہتمم مولانا عبدالخالق سنبھلی صاحب دامت برکاتہم، دارالعلوم دیوبند کے استاذ مولانا عبد اللہ معروفی صاحب دامت برکاتہم نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا: نہ ہم جانتے ہیں اور نہ ہی دارالعلوم دیوبند کا اس وفاق سے کوئی تعلق ہے اور یہی بات مظاہر علوم سہارنپور کے دارالافتا کے مفتی شعیب صاحب بستوی دامت برکاتہم اور مولانا شاہد صاحب سہارنپوری دامت برکاتہم، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے صدر مفتی مفتی نیاز صاحب ندوی دامت برکاتہم ،اور ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا زید مظاہری ندوی صاحب دامت برکاتہم نے کہی، اسی طرح کی لاعلمی اور لاتعلقی مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ کے استاذ حدیث مولانا سلمان صاحب دامت برکاتہم اور بھوپال ریاست کے قاضی مولانا قاضی مشتاق ندوی دامت برکاتہم نے ظاہر کی، بعض علمائے ہند نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آج کل گھر بیٹھے لوگ تنظیمیں بنا لیتے ہیں اور سوشل میڈیا میں چیزیں ڈالتے رہتے ہیں، ہم نہ ان کو جانتے ہیں، نہ ایسے افراد سے کوئی تعلق ہے، دارالعلوم دیوبند کے سب سے مستند عالم بحر العلوم حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب دامت برکاتہم اور ریاست بھوپال کے صدر مفتی مفتی ابوالکلام صاحب دامت برکاتہم نے یہی کہا، واضح رہے کہ ان علماء کی آڈیو ریکارڈ یوٹیوب پر موجود ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ جس کام کی بنیاد دھوکہ پر ہو، کیا اس سے کسی خیر کے آنے کی توقع کی جاسکتی ہے؟ اور سوچنے کی بات ہیکہ جس تحریر کے عنوان میں اتنا بڑا دھوکہ ہو اس کے اندر کے مضامین میں کتنے دھوکے ہوں گے؟ کتنی خورد برد ہوگی کتنا حذف واضافہ ہوگا کتنا سیاق وسباق میں قطع وبرید ہوگی؟

دوسرا دھوکہ یہ ہے کہ ایک تحریر میں یہ ظاہر کیا گیا، کہ یہ تبلیغی جماعت سے وابستہ علماء کا ایک وفاق ہے؟ حالاں کہ اس کے مجموعی مضامین سے روزِ روشن کی طرح، یہ بات ظاہر ہے کہ اس کے لکھنے والے کو تبلیغ کی ہوا بھی نہیں لگی ہے، جیسا کہ آئندہ کے مضامین سے ان شاء اللہ یہ

بات بالکل واضح ہوجائے گی ۔ ہاں اگر تبلیغی جماعت سے کوئی اور غیر مشہور جماعت مراد ہے،جس کے وجود کا ، وفاق علمائے ہند کے وجود کی طرح اللہ ہی کو علم ہے،تو پھر یہ ایک مستقل دھوکہ ہے۔

تیسرا دھوکہ یہ ہے کہ اس کے سرورق پر ہے کے چند بیانات اور اندر کئی بیانات کے بارے میں خود اعتراف کیا ہے کہ اس کی تاریخ ہم کو معلوم نہیں۔

اور سب سے بڑا دھوکہ یہ ہے کہ اس تحریر کو اس انداز سے تیار کیا گیا کہ اگر کوئی خالی الذہن آدمی تیقظ سے کام نہ لے تو متنفر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، حالاں کہ یہ اقتباسات جن بیانات سے لئے گئے ہیں،ان میں بذاتِ خود اول سے آخر تک شرکت کرنے والے علماء کا تاثر بیان نہیں کیا جاسکتا۔

صرف ایک واقعہ وضاحت کے لیے کافی ہوگا کہ بلند شہر کے علماء کے بیان میں ایک بزرگ عالم زاروقطار رو رہے تھے۔ دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ میں کوئی تبلیغی نہیں ہوں جو عقیدت میں رو رہا ہوں ، میں صرف اس وجہ سے رو رہا ہوں ، کہ کیا اسی شخص کو گمراہ کہا جارہا ہے؟ یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ جو شخص مولانا کا بیان اول سے آخر تک مجمع میں بیٹھ کر سنے گا ، بشرطیکہ وہ بغض تام یا نفرت تامہ سے بھرا ہوا نہ ہو؟ تو وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ یہ شخص طالبِ خیر ہے اور کچھ نہیں،اس کا ذہن قطعا وہ نہیں بن سکتا، جو اس تحریر کے اقتباسات سے بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، ظاہر ہے کہ جب تک آدمی کی پوری بات نہ سنی جائے ،تو محض اقتباسات سے اس کے نظریات کو سمجھنا ناممکن ہے چہ جائے کہ ان اقتباسات کا اخذ کرنے والا ، ایسا شخص ہو جس نے دھوکہ دہی کی ساری حدیں پار کر رکھی ہوں۔

موجودہ احوال میں مولانا کے بیانات کی طرف علماء کی توجہ

الحمدللہ ہندوستان کے بہت سے علماحق نے اپنے معتمد علماء کو مولانا سعد صاحب کے بیانات تنقیدی وتحقیقی ذہن سے سننے کے لیے مختلف اجتماعات میں بھیجنا شروع کردیا ہے، جن

کی اب تک کی کارگزاری مولانا کے افکار ونظریات کے سلسلہ میں نہ یہ کہ صرف اطمینان بخش ہے، بلکہ بعض حضرات نے تو تائید کرتے ہوئے امت مسلمہ کے لیے انتہاء نفع بخش قرار دیا ہے،اورسوشل میڈیا پراکتفا کرنے کونقصان دہ بتایا ہے۔

واضح رہے کہ کرنول کے اجتماع میں دس ہزار علماء اوراورنگ آباد کے اجتماع میں پچیس ہزار علماء اور بلندشہر کے اجتماع میں پندرہ ہزار علماء تمل ناڈ کے اجتماع میں آٹھ ہزار کے قریب علماء اس بیان میں شریک تھے، جوخاص علماء کے لیے ہوتا ہے، دیگر بیانات میں جوعلماء شریک ہوئے ان کی تعداد کاعلم نہیں اب بتایئے کہ یہ علماء وفاق علمائے ہند کے نام کے زیادہ مستحق ہیں، یا وہ شخص جس نے ازراہِ تواضع اپنا لقب وفاق علمائے ہند رکھا ہواہے اوراخلاص کی وجہ سے اپنا نام بھی نہیں بتایا۔

اب ہم چند ضروری تنبیہات کے بعد، اس بات کو پورے طور پر واضح کرنے کوشش کریں گے کہ جن باتوں کے بارے میں یہ تاثر دیا جارہاہے کہ یہ مولانا محمد سعد صاحب کے اجتہادات اور منفرد نظریات ہیں، ان سے تو اکابر تبلیغ کے بیانات ،ملفوظات اور مکاتیب بھرے پڑے ہیں۔اس سے یہ بات بھی بالکل واضح ہو جائے گی کہ کاتبِ اقتباسات ملقب بوفاق علمائے ہند کا تبلیغ سے وابستگی کا دعوی کتنا بڑا فریب ہے۔اوراس سے یہ بات بھی سمجھ میں آجائے گی کہ آخر کیا بات ہے، کہ جتنا شور مچایا جارہاہے، اتنے ہی دن بہ دن زیادہ سے زیادہ لوگ مرکز سے جڑتے جارہے ہیں۔

واضح رہے کہ مرکز کے تابع ہوکر کام کرنیوالے علماء کی تعداد، پورے عالم میں لاکھوں سے متجاوز ہے۔شاید پوری دنیا میں علماء کا اس سے بڑا وفاق کوئی نہیں۔صرف یوپی، دہلی، اور ہمارے آندھرا پردیش میں جن کی حیثیت، علم ودعوت کے اعتبار سے کسی سے مخفی نہیں، ہزاروں علماء سال لگا کر دعوت کے میدان میں سرگرم عمل ہیں۔بندہ کے اندازہ کے اعتبار سے، ان میں سے مرکز سے علیحدہ ہونے والے علماء کی تعداد کا بیس تک پہنچنا بھی مشکل ہے۔

غور کرنے کی بات

اب غور فرمائیں کہ اس تحریر میں ان تمام علماء کا مذاق نہیں اڑایا جارہا؟ ان کو اندھی عقیدت میں گرفتار ہوکر، ایک گمراہ شخص کے پیچھے چلنے والا قرار نہیں دیا جارہا؟ جس کی بعض باتیں کفر تک پہنچی ہوئی ہیں، کیا جاہل گمراہ کی تقلید کے لیے علماء ہی پیدا ہوئے ہیں؟ کتنے افسوس کی بات ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے وفاق علماء کوایک شخص اپنا نام وفاق علماءِ ہند رکھ کر، جاہل گمراہ کا مقلد بتا رہا ہے۔اور کتنے بڑے ظرف کی بات ہے کہ جن کے قائد کی تجہیل وتسفیہ ہی نہیں بلکہ تضلیل وتکفیر تک کی کوشش کی جارہی ہے۔ وہ خاموش اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

محض اقتباسات پر اکتفا کرنا صحیح بات کوسمجھنے میں بڑی رکاوٹ

اب اگر کوئی یہ کہے کہ مولانا کی مخالفت کرنے والے علماء کی تعداد بھی کچھ کم نہیں، تو جواب یہ ہے کہ یہ وہ علماء ہیں جن کو زندگی میں شاید ایک مرتبہ بھی مولانا کا بیان ازاول تا آخر سننے کا موقع نہیں ملا۔ان کی مولانا سے واقفیت محض اقتباسات کی حد تک ہے۔

کام سے وابستہ اکثر علماء کوکوئی اشکال نہیں ہے

اور ہم ان لاکھوں علماء کی بات کررہے ہیں، جنھوں نے مولانا کے سیکڑوں بیانات بذات خود مرکز جاکر، اوراجتماعات میں جاکر سنیں ہیں۔ان میں دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ، مظاہر علوم سہارنپور کے اساتذہ شامل ہیں، جو علمی وتدریسی مشغولیات کے ساتھ ساتھ، دعوتی سرگرمیوں میں نہ یہ کہ صرف بذات خود مشغول ہیں؛ بلکہ ہزاروں فارغین کے علمی اوردعوتی سرپرست بھی ہیں۔

یہاں مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ ذکر کرنا مفید معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: تم نے میری طرف رخ تو کیا ہے۔ بہت سے علماء تو دور دور ہی سے میرے مقصد کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ پھر ایک بڑے عالم کا نام لیا کہ وہ تبلیغ میں آج کل بہت حصے لے رہے ہیں، مگر مجھ سے پوچھو، تو وہ اب تک بھی میرے منشا کو

نہیں سمجھے کیوں کہ مجھ سے آج تک بلا واسطہ گفتگو نہیں کی وسائط سے گفتگو کی ہے اب میں وسائط سے اپنے منشا کو کیوں کر سمجھادوں، خصوصاً جب کے وسائط بھی ناقص ہوں، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم کچھ دنوں میرے پاس رہو، تو میری منشا کو سمجھوگے، دوررہ کر نہیں سمجھ سکتے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ تم تبلیغ میں حصے لیتے ہو، جلسوں میں تقریر کرتے ہو، تمہاری تقریر سے نفع بھی ہوتا ہے، مگر یہ تبلیغ وہ نہیں جو میں چاہتا ہوں اھ۔ (ملفوظات ۳۶)

واضح رہے کہ اس زمانہ کے وسائط صرف ناقص ہی نہیں، بلکہ متعصب اور بدخواہ بھی ہیں، ایسے وسائط کے ذریعہ سے کسی آدمی کے افکار ونظریات کو کتنا سمجھا جاسکتا ہے، وہ کسی پر مخفی نہیں۔

کام سے وابستہ چند علماء کی مخالفت کی اصلی وجہ

اب اگر کوئی کہے کہ بہت سے کام میں لگے ہوئے علما بھی مولانا کی مخالفت کر رہے ہیں، تو اطلاعاً عرض ہے کہ وہ مختلف اسباب کی وجہ سے مخالفت کررہے ہیں، بیانات کی وجہ سے نہیں، اوران کی تعداد بھی موافقین کے مقابلہ میں مٹھی بھر بھی نہیں، جیسا کہ پچھلی گفتگو سے یہ بات عیاں ہے۔

تبلیغی کتابوں کا مطالعہ حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

اب اکابر تبلیغ کے ملفوظات وغیرہ پیش کرنے سے پہلے ان کی اہمیت سے متعلق شیخ المشائخ حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ترکی سے آئی ہوئی ایک جماعت سے گفتگو کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے فرمایا: اگر آپ کے یہاں ترکی میں کوئی اردو جاننے والا ہو، تو یہاں سے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی کتاب لے جائے، اوراس کا اپنے اندر ترجمہ کرواکر تھوڑا تھوڑا سنیں اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اس جماعت کے شروع کرنے کا مقصد کیا ہے، اورکس وجہ سے اس عمل کو شروع کیا گیا ہے۔ اوراس کے ثمرات وبرکات آہستہ آہستہ کس طرح ترقی کرتے گئے وہ بھی معلوم ہوں گے یہ رسالہ بہت ہی مفید ہے وہ ملفوظات ایسے ہیں جس طرح آپ بیٹھے ہیں اورلوگ بھی جمع ہیں کسی نے پوچھا اس کا

جواب آپ نے دیا اس طرح وقتاً فوقتاً بتائی ہوئی باتوں کو جو مختلف اوقات، اور مختلف احوال میں، اور مختلف سوالوں کے جواب میں ہیں، اسے جمع کر دیا گیا ہے۔ یہ کوئی تصنیف نہیں ہے، اس میں اگرچہ چھوٹے کلمات ہیں، لیکن بہت ہی نافع ہیں۔ (تبلیغی کام صفحہ ۳۳)

نیز شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کام کرنے والے احباب سے اصرار کے ساتھ میری درخواست ہے کہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات وارشادات اور دونوں کی سوانح عمریاں، اور مکاتیب، بہت اہتمام سے مطالعہ میں رکھا کریں کہ یہ کام کرنے والوں کے لئے بہت قیمتی موتی ہیں، ان ملفوظات وارشادات اور مکاتیب میں جو اصول ہیں ان کی پابندی کام میں اضافہ اور ترقی وبرکت کا سبب ہے۔ (جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات صفحہ ۱۲۵)

مراجع کا تعارف

اب ہم نے جن کتابوں سے لیا ہے ان کے مختصر تعارف کو پیش کر دیتے ہیں؛ تا کہ ہر جگہ کتاب کا پورا نام اور اس کے مصنف کے نام کو بتانے کی ضرورت نہ پڑے۔

(۱) سب سے پہلی کتاب۔ ملفوظات مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں دوسو چودہ (۲۱۴) ملفوظات کو جمع کیا گیا ہے۔ ان میں سے نمبر چھتیس (۳۶) سے لے کر پینسٹھ (۶۵) تک ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے صاحبِ اعلاء السنن حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جمع کردہ ہیں اور باقی حضرت مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے جمع کردہ ہیں۔ اس کا رمز ملفوظات ہے۔

(۲) دوسری کتاب۔ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی دینی دعوت یہ کتاب مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جس کا جدید ایڈیشن سلسلہ تاریخ دعوت وعزیمت کے نام سے ہے۔ اس کا رمز دینی دعوت ہے۔

(۳) تیسری کتاب۔ مکاتیب حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اس کا رمز مکاتیب ہے۔

(۴) چوتھی کتاب ۔ارشادات ومکتوبات بانی تبلیغ حضرت مولانا شاہ الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے جس کے مرتب مولانا افتخار فریدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اس کا رمز ارشادات ہے۔

(۵) پانچویں کتاب ۔ملفوظات حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ مرتب کردہ مفتی محمد روشن شاہ قاسمی مہتمم دارالعلوم سونوری ضلع اکولہ مہاراشٹر اس کا رمز روشن ہے۔

(۶) چھٹا کتابچہ ۔حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم بیانیہ حرم نبوی ﷺ میں کیا ہوا ایک بیان ہے، جو کتب خانہ یحیوی سہارنپور سے چھپا ہے اس کا رمز اہم بیان ہے۔

(۷) ساتویں کتاب ۔ بیانات حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ یہ پاکستان میں کیئے ہوئے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے تین آخری بیانات ہیں اس کا رمز بیانات ہے۔

(۸) آٹھویں کتاب ۔مجموعہ بیانات حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۔ مرتب کردہ مفتی محمد روشن شاہ قاسمی مہتمم دارالعلوم سونوری ضلع اکولہ مہاراشٹر اس کا رمز مجموعہ ہے۔

(۹) نویں کتاب ۔جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات یہ شیخ المشائخ حضرت مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ہے جس کا رمز جوابات ہے۔

(۱۰) دسویں کتاب ۔ کیا تبلیغی کام ضروری ہے۔ اس کے مرتب مولانا محمد الیاس مظاہری بن قاری بندہ الٰہی ہیں یہ فی الحال سورت میں مقیم ہیں یہ رسالہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ سے بھی مقدم ہے حضرت نے اس کے کئی جگہ حوالے دیئے ہیں اس کا رمز تبلیغی کام ہے۔

(۱۱) گیارہویں کتاب ۔تبلیغی کام کے اہم اصول ۔ یہ حضرت مولانا سعید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بہت تفصیلی مکتوب ہے کتب خانہ یحیوی سے چھپا ہے اس کا رمز اہم اصول

ہے۔

(۱۲) بارہویں کتاب۔ مکاتیب مولانا سعید خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ حضرت مولانا سعید خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دعوتی خطوط کا مجموعہ ہے اس کا رمز مکاتیب سعید ہے۔

(۱۳) تیرہویں کتاب۔ تذکرہ حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ مرتب کردہ حضرت مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اس کا رمز تذکرہ ہے۔

(۱۴) چودہویں کتاب۔ مواعظ عبیدیہ ہے جو حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی نور اللہ مرقدہ کے بیانات کا مجموعہ ہے، اس کے مرتب مولانا محمد الیاس مظاہری بن قاری بندہ الٰہی ہیں اس کا رمز مواعظ ہے۔

(۱۵) پندرہویں کتاب۔ اضافہ عورتوں کی تبلیغی جماعت کے اصول وآداب اس کے مرتب مولانا محمد الیاس مظاہری بن قاری بندہ الٰہی ہیں اس کا رمز اضافہ ہے۔

ویسے تو اس موضوع کے سلسلہ میں کئی اور اہم کتابیں بھی ہیں، بندہ کو فی الحال یہی دستیاب ہوسکیں، ان کتابوں پر سرسری نگاہ ڈال کر مذکورہ موضوع سے متعلق جو باتیں ہیں، وہ پیش خدمت ہیں۔ یہ ذہن میں رہے کہ ہم آڈیو ویڈیو کی بات نہیں کررہے جن کا ایجاد افساد واضلال کے لیے ہوا ہے، کسی خیر واصلاح کے لیے نہیں۔ ہم تو معتبر کتابوں کا حوالہ دے رہے ہیں جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ ہو۔

(۱) سب سے بڑا اشکال

سب سے اہم اشکال یہ کیا گیا کہ مولانا صرف اسی مروجہ تبلیغ کو مسنون اور منصوص کہتے ہیں، یعنی خود جاکر دعوت دینا۔ اور اس کام کی اہمیت کو اس انداز سے بیان کرتے ہیں، جس سے دیگر طریقوں کا رد وانکار لازم آتا ہے اور مدارس وخانقاہوں کا استخفاف ہوتا ہے اور دعوت کے عمومی مفہوم میں تخصیص در تخصیص کرتے ہیں وغیرہ (یہ ہم نے بیسیوں صفحات کا خلاصہ کیا ہے)۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ کی بہت زیادہ اہمیت کو بیان کرنے کے لیے حصر وغیرہ کے صیغے استعمال کرنے سے دیگر اعمال کو بیکار بتانا مقصود نہیں بلکہ اصل مقصد کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے، جیسے قرآن کی آیات:

(۱) وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ إِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ (سورة الكهف، الاية:۵۶)

ترجمہ: ''اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجتے رہے ہیں تو خوش خبری سنانے، اور ڈرانے کو''

(۲) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (سورة الفرقان: الآية:۵۶)

ترجمہ: ''اور ہم نے (اے محمد ﷺ) تم کو صرف خوشی، اور عذاب کی خبر سنانے کو بھیجا ہے''

(۳) قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (سورة يوسف، الآية:۱۰۸)

ترجمہ: ''کہہ دو میرا راستہ تو یہ ہے میں خدا کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھ بوجھ کر میں بھی (لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں) اور میرے پیروکار بھی''۔

(۴) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ (سورة ص، الآية:۶۵)

ترجمہ: ''کہہ دو میں تو ایک ڈرانے والا ہوں''۔

وغیرہ آیات سے باقی ارکان اسلام کی نفی مقصود نہیں بلکہ اصل مقصد کی طرف توجیہ مقصود ہے، اور جو آدمی خود ایک مدرسہ کا شیخ الحدیث ہونے کی ساتھ مہتمم بھی ہو اور جس کے یہاں بیعت وارشاد کا سلسلہ بھی ہو، وہ کیوں ان چیزوں کا انکار کریگا۔ نیز اس سے متعلق اکابر کے ملفوظات پیش ہیں۔

(۱) حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دین کی عموعی تعلیم وتربیت کا جو طریقہ ہم اپنی اس تحریک کے ذریعہ رائج کرنا چاہتے ہیں، صرف وہی طریقہ حضور ﷺ کے زمانہ میں رائج تھا، اور اسی طرز سے وہاں عام طور پر دین سیکھا اور سکھایا جاتا تھا، بعد میں جو اور طریقہ اس سلسلہ میں ایجاد ہوئے، مثلاً تصنیف وتالیف اور کتابی تعلیم وغیرہ سوان کو ضرورت حادثہ نے پیدا کیا، مگر اب لوگوں نے صرف اسی کو اصل سمجھ لیا ہے، اور حضور ﷺ کے زمانہ کے طریقہ کو بالکل بھلا دیا گیا ہے، حالاں کہ اصل طریقہ وہی ہے اور عمومی پیمانہ پر تعلیم وتربیت صرف اسی طریقہ سے دی جاسکتی ہے اھ (ملفوظات نمبر:۸۴)

(۲) نیز فرمایا: ہم نے جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کے لیے نکلنا چھوڑ دیا، حالاں کہ یہی بنیادی اصل تھی، حضور ﷺ خود پھرا کرتے تھے، اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دیا، وہ بھی مجنونانہ پھرا کرتا تھا اھ۔(ارشادات صفحہ ۱۹)

(۳) نیز فرمایا: اس کام کو جس طریقہ سے انبیا علیہم السلام نے دعوت دی تھی، اس طریقہ کو سیکھنا ضروری ہے؛ لہٰذا کچھ وقت نکال کر کام کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہوئے ہی سیکھے اھ۔(ارشادات صفحہ ۹۰)

(۴) نیز فرمایا: سب سے بڑا ذکر اللہ کی باتوں کا تذکرہ مجمعوں میں کرنا ہے، گھروں سے نکل نکل کر اھ۔(ارشادات صفحہ ۹۰)

(۵) حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم ان طریقوں پر کام کو چلانا چاہتے ہیں، جن طریقوں پر اسلام پہلے پھیلا اھ۔(اہم بیان ۱۷)

(۶) نیز فرمایا: یوں سمجھئے ایک محنت ہے، جو حضور اقدس ﷺ، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک خاص نقشے کے ساتھ کی ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم اس محنت کے طریقے سیکھیں۔(مجموعہ صفحہ ۶۸)

(۷) حضرت مولانا سعید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور اکرم ﷺ نے دنیا میں دین

کو پھیلانے کے لیے کچھ بنیادی اصول قائم فرمائے ہیں جب تک وہ اصول پورے طور پر زندہ رہے اور امت ان پر چلتی رہی اور کام کرتی رہی، دین کا ہر جز وامت کے ہر فرد کی طرف پہنچ رہا تھا، اور سو فیصد دین دنیا میں پھیل رہا تھا، کچھ عرصہ کے بعد دائرہ اسلام کے وسیع ہونے کی وجہ سے اور کثرت سے قوموں کے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے، کچھ استنباطی شکلیں اختیار کرنا ضروری ہوئیں؛ لیکن وہ استنباطی شکلیں اتنی اہمیت پکڑ گئیں کہ بنیادی اصول نگاہوں سے اوجھل ہوتے گئے جس کے تین نتائج امت پر مرتب ہوئے۔

پہلا نقصان تو یہ ہوا کہ دین پوری امت میں پہنچنا بند ہونے لگا، بلکہ صرف افراد اس سے مستفید ہونے لگے۔

دوسرا نتیجہ یہ آیا کہ ہر ایک نے دین کا ایک جز اپنی محنت کے لیے مخصوص کرلیا، اور اصولی طریقہ سے پورے دین پر اس کی محنت نہ رہی۔

اور تیسرا نتیجہ یہ آیا کہ آپس میں اختلاف پیدا ہوکر ایک شعبہ والے، دوسرے شعبہ والوں سے ٹکرانے لگے، اور بدظن ہونے لگے، اور بجائے معاون بننے کے مدمقابل بن گئے، جس سے دین کو بہت نقصان پہنچنے لگا۔ اس لیے ان بنیادی اصولوں کو زندہ کر کے سامنے رکھ کر چلنا ضروری ہے، ان بنیادی اصولوں کو قائم کرتے ہوئے، پھر استنباطی شکلیں مدارس اور خانقاہوں کی، اور بچوں کو تعلیم دینے کی بہت مفید ثابت ہوگی۔ اور یہ شکلیں بھی بہت ضروری ہیں مگر ان کی ضرورت بنیادی اصولوں کی ضرورت سے کم ہے اھ۔ (اہم اصول صفحہ ۱۲-۱۸)

(۸) نیز فرمایا: اس کام میں گشت ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی نسبت ہے۔ حضور پاک ﷺ مکہ مکرمہ میں طائف میں موسم حج کے موقع پر منی میں گشت ہی فرمایا کرتے تھے، کبھی تنہا کبھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ، گو وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے، کبھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کبھی

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گویا کہ انفرادی و اجتماعی دونوں طریق سے گشت فرمایا۔ سورہ یسین میں تین آدمیوں کا دعوت دینے کے لیے جانا مذکور ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کیساتھ دعوت دینے چلے یہ بھی مذکور ہے۔ آج گشت کی اہمیت نکل گئی اور وہ چھوٹ گیا۔ صرف مسجد کا وعظ باقی رہ گیا وہ بھی غنیمت ہے؛ لیکن گشت کر کے لانے پر جو بات کی تاثیر ہے، وہ بغیر گشت کے نہیں۔ ہر ایک مغالطہ میں پڑ گیا، اور یوں سمجھ لیا گیا کہ امت اتنا ایمان رکھتی ہے کہ ہمارے حلال وحرام، فرائض و واجبات، حقوق ومعاملات کے بیان سن کر عمل پر آ جائے گی حالاں کہ ایمان اسقدر کمزور ہو گیا کہ سن کر عمل پر آنا مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود کثرت وعظ وتقریر وتحریروں کے امت گرتی چلی جارہی ہے، ترقی پزیر نہیں بدعملی کی طرف جارہی ہے، عمل کی طرف نہیں بڑھ رہی اھ۔ (اہم اصول صفحہ ۴۴-۴۳)

(۹) نیز فرمایا: اب میری بات غور سے پڑھئے۔ یہ دعوت والا راستہ، حضور پاک ﷺ کا ختم نبوت والا راستہ ہے، یعنی ختم بنوت ﷺ والی دعوت ہے، جو اپنے اندر تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت کی برکات کو لیے ہوئے ہے؛ مگر ان سب کی دعوت کے طریقوں سے ممتاز ہے، اپنے مزاج کے اعتبار سے بھی، اور اپنے اسلوب وحکمت کے اعتبار سے بھی، اور اپنی قوت اور طاقت کے اعتبار سے بھی لہٰذا جس اسلوب سے، اور جس طریقے سے حضور پاک ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عبادت، علم، ذکر کے اعتبار سے تربیت فرمائی اسی طریقے سے ہماری تربیت کامل ہوسکتی ہے اس کے علاوہ طریقوں سے کامل تربیت مشکل ہے کہ دوسروں میں پھیلتی بھی چلی جائے یعنی تربیت کا طریقہ پھیلتا بھی چلا جائے، جس سے پوری امتِ مسلمہ کی تربیت ہوسکے، کوئی فرد بھی اس سے خالی نہ ہو؛ اس لیے یہ رواجی طریقے جو آج چالو ہیں ان سے پوری امت کی تربیت ناممکن ہے، اس لئے امت دن بہ دن فتنوں کا شکار

بنتی چلی جارہی ہے، اورخواص بھی بجائے آپس میں یک دل، یک زبان، یک خیال ہونے کے بالکل اس کا ضد ہو گئے، جس سے امت اور پریشان ہوگئی، اور حیران ہو کر اکثر سب خواص سے ٹوٹ گئے، تھوڑا سا طبقہ ان سے جڑا ہوا رہ گیا۔ اس لیے میرے دوست ! علم وذکر اور عبادت کو جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دعوت کے ساتھ جوڑا تھا، اور چلتے پھرتے اور دعوت دیتے ہوئے علم سیکھ رہے تھے اور اللہ کا ذکر کر رہے تھے اسی طرح ہمیں چلنا ہوگا، یہ دعوت سو فیصد انسانوں میں اسی مزاج سے پھیل سکتی ہے، اور سب کو دین کا داعی بنا کر پورے عالم میں دین کو زندہ کر سکتے ہیں۔ آج اس دعوت کی اصل شکل عقل و دماغ سے اوجھل ہو جانے کی وجہ سے، دین کے بلند ہونے کا، اور امت کے چمکنے کا تصور بھی ذہنوں میں نہیں رہا۔ ذہنوں میں پست خیالی، اس قدر بیٹھ گئی کہ اپنے اللہ کے ساتھ نصرت اور مدد کا تصور باقی بھی نہ رہا، اور دین کی جونئی شکلیں قائم ہوئی ہیں وہ سب اجتہادی اور قیاسی ہیں، جو اپنی اصل شکل کے ساتھ مل کر صحیح نتیجہ لا سکتی ہیں، جیسے نوافل فرائض کے ساتھ ادا کرنے سے، تعلق مع اللہ کو قائم کر سکتی ہیں، بغیر فرائض کے نہیں؛ لیکن آج اپنی شکلوں کو جو صرف وسائل اور ذرائع کا درجہ رکھتی ہیں اصل سمجھ لیا گیا ہے، جس کا نتیجہ یہ آرہا ہے کہ روحانیت گھٹتی جارہی ہے۔ اور مادیت بڑھتی جارہی ہے۔ اور دوسرا نتیجہ یہ آرہا ہے کہ اختلاف عداوت اور حسد کیدرجہ تک پہنچ گئے، اور تیسرا نتیجہ یہ آرہا ہے کہ اللہ تعالی کے وعدوں پر یقین کمزور ہوتے ہوتے اسباب پر یقین پختہ ہو گئے۔ چوتھا نتیجہ یہ آرہا ہے کہ حق والوں پر باطل والے غالب آرہے ہیں اور باطل کا نظام حق والوں کے قلوب و دماغ پر بھی اثر کر رہا ہے، اور ایک نتیجہ یہ آرہا ہے کہ مشاہدے کو جو قرآن کریم میں دھوکہ بتایا گیا تھا حقیقت سمجھ لیا گیا ہے اور اسی کے حصول کی محنت میں دن رات لگے ہوئے ہیں، اور ایک نتیجہ یہ آرہا ہے کہ عوام الناس خواص سے ٹوٹ کر باطل والوں کے جالوں میں پھنستے جارہے ہیں اور حق والوں سے بدظن ہوتے

جارہے ہیں اور ایک نتیجہ یہ آرہا ہے کہ ہماری مساجد اور دینی مدارس اور اہل علم سب مادے والوں کے تابع ہوتے چلے جارہے ہیں۔اور ایک نتیجہ یہ آرہا ہے کہ دعائیں قبول ہونی بند ہوتی جارہی ہیں۔یہ سب دعوت کی شکلوں کے بند ہوجانے کا نتیجہ ہے، لہٰذا اگر ہم محنت کرکے دعوت کو زندہ کردیں تو پھر دین اپنی صحیح سطح پر آسکتا ہے۔

(مکاتیب سعید، ح۵ص۴۲۱-۴۱۳)

(۱۰) نیز فرماتے ہیں کہ: دین کے جس قدر بھی شعبے ہیں وہ سب مقصود ہیں،مگران کی ترقی، اوران کی عمومیت اوران کے پھیلنے کا دارومدار دعوت پر ہی ہے۔دعوت کے بغیر نہ پھیل سکتے ہیں نہ صحیح ہوسکتے ہیں۔اگر دینی شعبوں کو چلانے والوں پر یہ بات کھل جائے،تو وہ اس دعوت کواختیار کرکے،پھران شعبوں میں چلنے والے بن جائیں،جیسے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چلے ہیں۔تمام شعبے ان میں بحسن کمال زندہ تھے۔اور دعوت ہی کی وجہ سے باطل والوں پر غالب آرہے تھے۔جب دعوت ہاتھ سے چھوٹی تو امت کا شیرازہ بکھر گیا۔اور ہرایک نے ایک شعبہ کومقصد کے درجہ میں اختیار کرکے،دوسرے شعبوں میں ترقی کا میدان چھوڑ دیا۔جس سے دینی شعبے والے ہی آپس میں الفت ومحبت والے نہ رہے، بلکہ ایک دوسرے سے ٹکرا کر اسلام کی قوت کے ضعف کا سبب بننے لگے۔اور کافر کوان پرغلبہ کا موقع مل گیا۔اسی لیے مولانا الیاس صاحب نوراللہ مرقدہ اس دعوت میں سب کو جوڑ کر سب دینی شعبوں کو زندہ کرنے اور پائیدار کرنے کی محنت بتلارہے تھے۔ان کے ملفوظات پڑھ کرغور کریں تو یہ ان ہی کا خلاصہ ہے۔اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔(مکاتیب سعید ح۲ص۲۱۱)

(۱۱) حضرت مولانا سید سلیمان ندوی کا سیرت نگاری میں جو مقام ہے،وہ علماء حق پرمخفی نہیں ہے،سید صاحب کے نزدیک،تبلیغ ودعوت کے سیرت میں نمایاں اصولوں میں ایک اہم اصول داعی کا مدعو کے پاس خود جا کر دعوت دینا ہے۔اسی سلسلہ میں سید صاحب کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمایئے تبلیغ ودعوت کے ان اصولوں میں سے جو

آنحضرت ﷺ کی سیرت میں نمایاں معلوم ہوتے ہیں۔ایک عرض ہے یعنی حضور انور ﷺ اس کا انتظار نہیں فرماتے تھے کہ لوگ آپ کی خدمت میں خود حاضر ہوں، بلکہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے داعی لوگوں تک خود پہنچتے تھے،اور حق کی دعوت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ کبھی کبھی لوگوں کے گھروں تک خود پہنچ جاتے تھے۔اور کلمہ حق کی دعوت پیش فرماتے تھے۔مکہ معظّمہ سے سفر کر کے طائف تشریف لے گئے، اور وہاں عبد یالیل رئیسوں کے گھروں پر جا کر، تبلیغ کا فرض ادا فرمایا۔حج کے موسم میں ایک ایک قبیلہ کے پاس تشریف لے جاتے، اور ان کو حق کا پیغام پہنچاتے، اور ان کے ترش وتند جوابوں کی پرواہ نہ فرماتے تھے۔آخر اسی تلاش میں یثرب کے سعادت مند ملے جن کے ہاتھوں سے ایمان واسلام کی دولت مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کو منتقل ہوئی۔صلح حدیبیہ کے بعد جب ملک میں امن وامان واطمینان ہوا تو اسلام کے سفیر مصر وایران و حبش کے بادشاہوں، اور عمان و بحرین، اور یمن، اور حدود شام کے رئیسوں کے پاس اسلام کا پیغام لے کر پہنچے۔اور مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرب کے مختلف صوبوں، اور قبیلوں میں جا کر اسلام کی تبلیغ کی، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ گئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یمن کا رخ کیا۔یہی حال ہر دور کے علماء حق اور ائمہ دین کا رہا۔(دینی دعوت صفحہ نمبر ۵۳)

(۱۲) نیز فرمایا: اسلامی دعوت وتبلیغ کا ایک بڑا اصول نفیر ہے، یعنی دین کی طلب اور تبلیغ کے لیے ترک وطن کر کے ایسے مقامات پر جانا، جہاں دین حاصل ہو سکے اور پھر وہاں سے لوٹ کر اپنے وطن میں آ کر، اپنے قبیلوں اور ہم قوموں کو اس فیض سے مستفید کرنا۔ سورہ نسا کی حسب ذیل آیت اگر چہ اپنے شان نزول کے لحاظ سے جنگ کے موقع کی ہے؛ مگر الفاظ کے عموم کی بنا پر ہر اس نفیر کو شامل ہے، جو کسی کار خیر کے لیے کی جائے۔ جیسا کہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

يَـا أَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ آمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانفِرُوْا ثُبَاتٍ أَوِ

انۡفِرُوۡا جَمِیۡعًا(سورۃ النساء، الآیۃ:۷۱)
ترجمہ:''اے ایمان والو !اپنا بچا کرو۔الگ الگ یا جتھا بنا کر گھر سے نکلو''۔(دینی دعوت صفحہ نمبر۵۴)

(۱۳) خود جا کر دعوت دینے کے سلسلہ میں اس سے زیادہ واضح تعبیر کیا ہو سکتی ہے؟ جسکو مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء العلوم سے نقل کیا ہے:"ویدورون علی أبواب دورھم فی الابتداء" ترجمہ:''اور از خود ان کے یہاں دروازے دروازے پھرتے تھے''۔(دینی دعوت صفحہ نمبر ۷۷-۷۶)
تبلیغ کے عمومی گشت کی ترتیب کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب واضح کیا ہے۔

(۱۴) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نیز تبلیغ کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیئے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے یہی مراد ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ خواص نے صرف درس و تدریس پر قناعت کر لی، عامۃ المسلمین کو امر و نہی کرنے سے پہلو تہی کی جاتی ہے۔حالاں کہ حضرات انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جن کے یہ حضرات وارث ہیں اصل وظیفہ امر و نہی اور تبلیغ ہی تھا، اصطلاحی درس و تدریس ان کا وظیفہ نہ تھا، درس و تدریس دراصل اسی مقصد کا وسیلہ اور ذریعہ ہے تا کہ مبلغ علم صحیح کے ساتھ تبلیغ کر سکے پھر یہ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ وسیلہ اور ذریعہ کا تو اتنا اہتمام اور اصل مقصد سے اتنی بے پرواہی !!!اھ۔ (جوابات صفحہ ۳۰)

(۱۵) نیز فرمایا ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں: درس و تدریس متعارف مقصود کا مقدمہ ہے۔اور اصل مقصود تبلیغ ہے آجکل بڑی کوتاہی ہو رہی ہے کہ درس و تدریس کو اصل سمجھ لیا ہے۔اور اس کوتاہی و غلطی کی بدولت، اکثر علماء کو جو تبلیغ نہیں کرتے ایک بہت بڑی فضیلت سے محرومی ہوگئی ہے۔حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا درس یہی تبلیغ تھا اھ۔(جوابات صفحہ ۳۱)

(۱۶) نیز حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا: جیسے نماز کے لیے وضو، اور وضو کے لیے پانی، اور لوٹوں کا جمع کرنا ضروری ہے اسی طرح تبلیغ کے لیے پڑھنا پڑھانا ضروری ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص وضو، اور لوٹوں ہی کے اہتمام میں رہے، اور پانی ہی بھرا کرے، اور نماز کا وقت گزر جائے، تو کیا یہ شخص قابل مدح ہے؟ پس اسی طرح پڑھنا پڑھانا دعوت الی الحق کے صرف مقدمات ہیں؛ مگر اب ان مقدمات میں ایسی مشغولی ہوئی کہ اصل کام کو بھی بھول گئے۔ افسوس جو لوگ اس کے اہل تھے، وہ بھی اس کو بھولے ہوئے ہیں کہ وہ مقدمات میں مشغول ہیں مقصود میں وقت صرف نہیں کرتے۔ اھ۔ (جوابات صفحہ ۳۲)

وفاق موصوف کے نزدیک حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا ملفوظات پر دعوت وتبلیغ کے مقابلے میں درس وتدریس کے رد وانکار کا فتوی لگے گا کہ نہیں؟ خدا کرے بزرگوں کے اقوال کا صحیح محمل وفاق موصوف کے سمجھ میں آئے۔

(۱۷) اور اسی رسالہ میں صفحہ ۵۴ پر حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مدرسہ مظاہر علوم کے ایک خط کے ضمن میں یہ مذکور ہے: دوسری طرف جو احقر نے اس دعوت وتبلیغ کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں سنت رسول ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کا واحد ذریعہ یہی تبلیغ ہے اھ۔ (جوابات)

(۱۸) صفحہ ۵۶ پر حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم دیوبند کا یہ قول تحریر ہے کہ آج کے دور میں بہت سی تحریکیں چل رہی ہیں، لیکن یہ تحریک اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں نہ عہدے ہیں، نہ منصب ہے، نہ کرسیاں ہیں اور نہ سیٹیں ہیں۔ بلکہ اپنا ہی مال خرچ کرنا ہے، اپنی ہی جیب پر بار ہے، یہ تحریک موجودہ دور میں دین کے تحفظ کے لیے ایک بڑی پناہ گاہ ہے۔ آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں، اس دور میں مسلمانوں کے لیے صرف دو پناہ گاہیں ہیں ایک دینی مدرسے، دوسری یہ تبلیغی کام اھ۔ (جوابات)

(۱۹) اور صفحہ ۶۱ پر سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ مذکور ہے کہ وہ اہل تبلیغ سے فرماتے تھے کہ جب تم لوگ آ جاتے ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں خیر ہی خیر ہے، اور جب تم چلے جاتے ہو، تو سمجھتا ہوں کہ دنیا میں شر ہی شر ہے اھ۔ (جوابات)

(۲۰) اور اسی رسالہ میں صفحہ ۶۱ پر مولانا عبدالرحمٰن سابق صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے بارے میں لکھا ہے کہ تبلیغی جماعت کے کام سیآپ کو بڑی دلچسپی تھی، تبلیغ کو آپ اس دور میں جہاد اکبر سمجھتے تھیا ھ۔ (جوابات)

(۲۱) اور اسی رسالہ میں صفحہ ۷۰ پر مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بجنوری کی سوانح مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے مذکور ہے کہ حضرت جی فرمایا کرتے ہیں کہ موجودہ مغربیت کا توڑ تبلیغی جماعتوں کی بے حدوحساب نقل وحرکت، اور ان چھ نمبروں کی اشاعت پر ہے، اس پر عاجز نے بہت سونچا بالآخر شرح صدر ہو گیا اور اب میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں ادھر ہیں اھ۔ (جوابات)

(۲۲) اور اسی رسالہ میں صفحہ ۲۰ پر خود حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس مبارک کام کو اس زمانہ میں بہت اہم اور بہت ضروری سمجھ رہا ہوں، اور خود اہل مدرسہ اور اہل خانقاہ ہونے کے باوجود، ببانگ دہل اس کا اعلان کرتا ہوں کہ یہ عمومی اور ضروری کام، بعض وجہ سے مدارس اور خانقاہوں سے زیادہ مفید اور افضل ہے اھ۔

(۲۳) نیز اسی رسالہ میں صفحہ ۲۱ پر فرماتے ہیں کہ: اس حیثیت سے کہ تبلیغ کا فائدہ عمومی ہے، اور مدارس اور خانقاہوں کا فائدہ خصوصی ہے، مدارس اور خانقاہوں سے وہی لوگ تمتع حاصل کر سکتے ہیں، جو مدارس اور خانقاہوں میں جائیں۔ اور تبلیغ کا فائدہ عمومی ہے اس حیثیت سے اس کا فائدہ ان دونوں سے زیادہ اہم اور اتم ہے۔ اس میں ناقدروں جاہلوں دین سے ناواقف لوگوں کو دین کی طرف کھینچ کر لانا ہے اھ۔ (جوابات)

واضح رہے کہ یہ افکار و خیالات اکابر مدارس دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، اور ندوۃ العلماء لکھنؤ و مشائخ سلوک کے ہیں یہ مولانا محمد سعد صاحب کے نہیں ہیں۔ اکابر کے ان ملفوظات کے سامنے یہ اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں کہ مولانا محمد سعد صاحب اپنے بیانات میں کتنے محتاط ہیں؟

موصوف کی بدنیتی کی کھلی ہوئی دلیل یہ ہے کہ، جن باتوں کے بارے میں موصوف کا یہ خیال تھا کہ اس سے لوگ بھڑک سکتے ہیں، ان کو تو تمام تکرار کے ساتھ نقل کیا، لیکن صفحہ پر اس اعتراف کے باوجود کہ مولانا اپنے بیان میں علماء اور مدارس کے فضائل بھی بیان کرتے ہیں اھ۔ ان میں سے ایک حرف بھی نقل نہیں کیا حالاں کہ اپنے بیانات میں مولانا نے ان کو ہزاروں مرتبہ دہرایا ہے، جب کے دیانت کا تقاضہ یہ تھا کہ ان کو بھی تمام تکرار کے ساتھ نقل کیا جاتا؛ تاکہ دونوں رخوں کے سامنے آنے کے بعد، سب کے لیے مولانا کے افکار ونظریات کو سمجھنا آسان ہوتا اسی وجہ سے اب ہم مولانا محمد سعد صاحب کے ان ملفوظات کو نقل کرتے ہیں، جو وہ علماء وطلبہ و مدارس سے متعلق اپنے بیانات میں بیان کرتے ہیں، خاص طور پر جماعتوں کو ہدایات دیتے ہوئے۔ اللہ تعالی جزاء خیر دے ہمارے مفتی حسام الدین صاحب قاسمی حیدرآبادی کو کہ انھوں نے ان میں سے بہت سے ملفوظات کو اپنی کتاب بنام ملفوظات حضرت جی مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی مدظلہ العالی میں جمع فرمادیا ہے۔ ہم وہیں سے نقل کررہے ہیں۔

(۱) فرمایا: حضرت فرماتے تھے: علماء سے پوچھ کر چلنا یہ ایمان کی دلیل ہے، ورنہ جس کے پاس ایمان نہ ہوگا اس کو علم سے کوئی رغبت نہ ہوگی۔

(۲) فرمایا حضرت فرماتے تھے: علماء سے محبت کیا کرو اور علماء کی زیارت کو عبادت یقین کیا کرو۔

(۳) مشورہ میں علماء کو مقدم کرنا چاہیئے تاکہ یہ کام سیرت سے نہ ہٹے۔

(۴) علماء کے ٹوکنے کو ان کا اپنے اوپر احسان یقین کرو۔

(۵) یہ بڑی چوک ہے کہ وقت لگائے ہوئے علماء کو وقت نہ لگانیو لے سے افضل سمجھتے ہیں۔

(۶) بعض مرتبہ تو اپنی محنت سے شیطان ایک ایسی برائی پیدا کر دیتا ہے کہ کام کرنے والے کہہ گزرتے ہیں کہ ہمیں علماء کی ضرورت نہیں یہ شیطان کا وسوسہ ہے۔

(۶) آلات نے عوام کو علماء سے مستغنی کر دیا ہے۔

(۷) علماء کی صحبت کے بغیر علم حاصل کرنا، میرے نزدیک ایسا ہے جیسے کسی میڈیکل اسٹور سے ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر دوا لے کر کھالینا، جتنا اس میں خطرہ ہے اِس سے کہیں زیادہ خطرہ اس میں ہے۔

(۸) دینی مدارس کو اسلام کا قلعہ یقین کرو۔

(۹) اپنے بچوں کو قرآن پڑھائیں، دینی مدرسوں میں داخل کرائیں۔

(۱۰) مدارس کے تعاون کو اپنے مال کا سب سے بڑا مصرف سمجھو۔

(۱۱) مدارس پر خرچ کرنا سب سے بڑا صدقہ جاریہ ہے۔

(۱۲) ہر جگہ کی عوام کو علماء سے جوڑنا، اور ہر جگہ کی عوام کو مدارس اور مکاتب سے جوڑنا ہماری محنت اور کوششوں کا بنیادی مقصد ہے۔

(۱۳) مدارس سمندر ہیں یہاں سے اٹھنے والے بادل (علماءء) ہر جگہ برسیں گے۔

(۱۴) جو مال اپنی خواہشات پر خرچ کر رہے ہو، اسے خوہشات سے بچا بچا کر مدرسوں پر خرچ کرو۔

طلبہ سے فرمایا:

(۱) طالب علم کا جتنا تعلق اللہ سے ہوگا اسی قدر اللہ کی طرف سے علم کا فیضان ہوگا۔

(۲) مداخل علم (آنکھ کان زبان) کو پاکیزہ بنا؛ کیوں کہ اللہ کا نور گندے راستوں سے کبھی حاصل نہ ہوگا۔

(۳) کتابی نقوش اللہ تعالی کی اطاعت تک پہنچنے، اور اس کے نور کو حاصل کرنے کے صرف ذرائع ہیں، علم کا نور تو اسی کو حاصل ہوگا، جو تعلق مع اللہ اور اتباع سنت کو پیش نظر رکھے گا۔

(۴) حصول علم کے تین بڑے اسباب ہیں استغفار، تلاوت اور تہجد۔

(۵) عصیان سے نسیان پیدا ہوتا ہے، اس کا علاج استغفار ہے۔

(۶) عمل کرنے کا زمانہ فراغت کے بعد شروع ہوگا، یہ سمجھنا شیطان کا حربہ ہے، جو حصول علم کے زمانے میں ذکر، سنتیں اور نوافل کے اہتمام سے ہٹا دیتا ہے۔

(۷) طالب علمی کا زمانہ ہی کسی شیخ کسی متقی عالم سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرنیکا اور اس کے ذریعہ سے پابندی کا مزاج بنانیکا وقت ہے۔

(۲) اشکال۔ تبلیغ کو جہاد قرار دینا

وفاق موصوف نے صفحہ ۶۹ پر ایک اشکال یہ کیا ہے کہ مولانا محمد سعد صاحب تبلیغ کے مروجہ طریق کار کو نہ صرف جہاد بلکہ وہ جہاد جو فرض عین ہوتا ہے، اس کا درجہ دے رہے ہیں۔

نیز صفحہ ۴۵ پر یہ تحریر ہے: جہادی خروج کو بعینہ مروجہ جماعت میں نکلنے سے تعبیر کرنا سنگین غلطی ہے۔

اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ مولانا محمد سعد صاحب کے کلام سے تو یہ بات (اس کام کا جہاد ہونا اور اس کا فرض عین ہونا) اخذ کرنی پڑ رہی ہے مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صریح کلام میں یہ دونوں باتیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) فرماتے ہیں: قتال جہاد کا آخری درجہ ہے، حقیقت میں جہاد دین کے اندر کی کوشش کا نام ہے، اسی کو تبلیغ کہتے ہیں اھ۔ ارشادات صفحہ ۷۷)

(۲) نیز فرمایا: یہ سفر غزوات ہی کے سفر کے خصائص اپنے اندر رکھتا ہے، اور اس لیے امید بھی ویسے ہی اجر کی ہے۔ یہ اگرچہ قتال نہیں ہے، مگر جہاد ہی کا ایک فرد ضرور ہے جو بعض حیثیات سے گرچہ قتال سے کمتر؛ لیکن بعض حیثیات سے اس سے بھی اعلی ہے۔ مثلا قتال میں شفا غیظ اور اطفا شعل غضب کی صورت بھی ہے، اور یہاں اللہ کے لیے صرف کظم غیظ ہے۔ اور اس کے دین کے لیے لوگوں کے قدموں میں پڑ کے، اور ان کی منتیں خوشامدیں کر کے بس ذلیل ہونا ہے اھ۔ (ملفوظات نمبر ۹۳)

(۳) نیز فرمایا: آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ دعوت الی الخیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر غرض تبلیغ دین کے یہ تمام شعبے اہم فرائض میں سے ہیں، مگر کتنے ہیں جو ان فرائض کو ادا کرتے ہیں لیکن اذکار نفلیہ میں اشتغال وانہاک رکھنے والوں کی اتنی کمی نہیں۔ (ملفوظات نمبر ۴)

(۴) نیز فرمایا: تبلیغ ہے بے طلبوں میں اور تعلیم ہے طالبوں کے لیے تبلیغ ہے فرض، ہر ایک مسلمان کا فرض عین ہے اھ۔ (ارشادات صفحہ نمبر ۸۲)

(۳) اشکال۔ نصرت، ہجرت، جہاد وغیرہ اصطلاحی الفاظ کو ان کے متوارث حقائق سے ہٹانا

صفحہ ۴۶/۴۷ پر مولانا محمد سعد صاحب کا یہ قول عالمی سطح پر تقاضے وہ لوگ پورا کرسکیں گے، جو ہجرت بالتہ پر آئیں، ہجرت بالتہ یہ ہے کہ مرکزی مقام پر رہو زائد وقت یہاں نظام الدین میں تب آپ کو پتا چلے گا کہ عالم میں کیا ہو رہا ہے علاقہ میں رہنے سے علاقائی مزاج بنے گا یہاں رہو گے تو سارا عالم تمہارے سامنے ہے نقل کر کے صفحہ ۴۸ پر وفاق موصوف فرماتے ہیں کہ: ہجرت بالتہ حضور ﷺ کے ساتھ خاص تھی حدیث میں صاف وارد ہے کہ ہجرت بالتہ یہ ہے کہ گھر سے ہجرت کر کے رسول ﷺ کے ساتھ مستقل قیام کیا جائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نصوص شرعیہ کی تشریح وتطبیق میں کتنے آزاد ہو چکے ہیں اھ۔

نیز صفحہ ۴۶ پر فرماتے ہیں کہ مولانا نے نصرت، ہجرت اور جہاد وغیرہ جیسے خالص اصطلاحی الفاظ کو ان کے متوارث ومنقول حقائق سے نکالنے کی مذموم ونا کام کوشش کی ہے اھ۔

معلوم نہیں کہ موصوف کے نزدیک ان الفاظ کے متوارث اور منقول حقائق کیا ہیں؟ بظاہر ہجرت کی حقیقت مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ منورہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ قیام کرنا ہے، اور نصرت کی منقول حقیقت اہل مدینہ کا مہاجرین کو ٹھکانہ دینا، اور ان کی مدد کرنا ہے، اور جہاد کی متوارث حقیقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مختلف غزوات کرنا ہے، اب کوئی ان الفاظ کا نام نہ لے گویا اب اگر کوئی قرآن وسنت میں مذکور جہاد، ہجرت

اورنصرت وغیرہ کے فضائل کو حاصل کرنا چاہے تو اس کے لیے ممکن نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ اسی زمانہ کے ساتھ خاص تھیں، چنانچہ اللہ کی رحمت کا امید وار رہنا بھی ممکن نہیں کیوں کہ قرآن میں ہے:

إِنَّ الَّـذِيۡنَ آمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَجَاهَدُوۡا فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰـهِ أُوۡلٰـئِكَ يَـرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (سورة البقرة، الآية:۲۱۸)

ترجمہ:''جولوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔اور اللہ بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے''۔

اسی طرح سے مومن ہونا بھی ممکن نہ رہا کیوں کہ قرآن میں ہے:

إِنَّـمَا الۡـمُؤۡمِـنُـوۡنَ الَّـذِيۡـنَ آمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ لَمۡ يَـرۡتَـابُـوۡا وَجَـاهَدُوۡا بِأَمۡوَالِهِمۡ وَأَنۡفُسِهِمۡ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ أُوۡلٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُوۡنَ (سورة الحجرات، الآية:۱۵)

ترجمہ:''ایمان لانے والے تو وہ ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کو دل سے مانا پھر کسی شک میں نہیں پڑے، اور جنھوں نے اپنے مال ودولت اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستے میں جہاد کیا، وہی لوگ ہیں جو سچے ہیں''۔

اللہ کو راضی کرنا بھی ممکن نہیں کیوں کہ قرآن میں ہے:

وَالسَّـابِقُوۡنَ الۡأَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُهَاجِرِيۡنَ وَالۡأَنۡصَارِ وَالَّذِيۡنَ اتَّبَـعُـوۡهُمۡ بِإِحۡسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ وَأَعَدَّ لَهُـمۡ جَنَّاتٍ تَجۡرِيۡ تَحۡتَهَا الۡأَنۡهَارُ خَالِدِيۡنَ فِيۡهَا أَبَدًا ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡم(سورة التوبة، الآية: ۱۰۰)

ترجمہ: ''جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان
لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی۔ اور جنھوں
نے نیکو کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی، خدا ان سے خوش ہے،
اور وہ خدا سے خوش ہیں، اور اس نے ان کے لیے باغات تیار کیے
ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔
یہ بڑی کامیابی ہے''۔

وغیرہ وغیرہ یہ معنی موصوف کے ذہن کے عین مطابق معلوم ہوتے ہیں کیوں کہ موصوف اس بات سے بھی ناراض ہیں کہ مولانا محمد سعد صاحب ہر چیز کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت میں تلاش کر نیکو کہتے ہیں، چنان چہ اگر ان الفاظ کو اسی زمانہ کیساتھ خاص کردیا جائے، تو امت کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع سے ہٹانا بہت آسان ہوجائیگا اور قرآن کی اکثر آیتوں پر عمل کیے بغیر ہی ہم بہت آسان اور مختصر راستہ سے جنت میں پہنچ جائیں گے کیوں کہ یہ سب چیزیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خاص تھیں۔

ہوسکتا ہے کہ موصوف کے ذہن میں کچھ اور حقائق ہوں؛ لیکن اتنا تو طے ہے کہ مروجہ تبلیغی جماعت کے اعمال پر ان الفاظ کا منطبق کرنا یقیناً تحریف معنوی ہے جو گمراہ جماعتوں کا شیوہ ہے۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں اس طرح کی کچھ باتیں تو پہلے ہم نقل کر چکے ہیں کچھ اور ملاحظہ کرتے چلیں پھر اس پورے خاندان کے لیے اکھٹا ہی استغفار کرلیں گے۔

(۱) فرمایا: ہمارے طریقہ کار میں دین کے واسطے جماعتوں کی شکل میں گھروں سے دور نکلنے کو بہت زیادہ اہمیت ہے، اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ آدمی اس کے ذریعہ اپنے دائمی اور جامد ماحول سے نکل کر ایک نئے صالح اور متحرک ماحول میں آجاتا ہے جس میں اس کے دینی جذبات کے نشونما کا بہت کچھ سامان ہوتا ہے نیز اس سفر و ہجرت کی

وجہ سے جو طرح طرح کی مشقتیں اور تکلیفیں پیش آتی ہیں، اور در بدر پھرنے میں جو ذلتیں اللہ کے لیے برداشت کرنی ہوتی ہیں، ان کی وجہ سے اللہ کی رحمت خاص طور سے متوجہ ہو جاتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (سورة العنكبوت، الآية:٦٩)

ترجمہ: ''اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے راستے دکھا دیں گے۔ اور خدا تو نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے''

اسی واسطہ اس سفر و ہجرت کا زمانہ جس قدر طویل ہوگا اسی قدر مفید ہوگا اھ۔ (ملفوظات نمبر۹۲)

(۲) فرمایا: نظام الدین آنے والوں کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرادی جائے کہ جس وقت ان کے کچھ رفقا واپسی کا ارادہ کرنے لگیں اور ان کی دیکھا دیکھی ان کے دلوں میں بھی واپسی کی خواہش پیدا ہونے لگے تو ایسے وقت میں اپنے خواہش پر نہ چلنے اور ہمت و عزیمت کے ساتھ کام میں لگے رہنے کا اجر، بے حد و حساب ہے، اور ان واپس نہ ہونے والے اصحاب عزیمت کی مثال ان مجاھدین فی سبیل اللہ کی سی ہے جو ایسے وقت میں میدان جہاد میں ڈٹے رہیں جب کہ ان کے دائیں بائیں کے لوگ بھاگ کھڑے ہوتے ہوں اھ۔ (ملفوظات نمبر۹۰)

(۳) فرمایا: میری بیماری اور کمزوری کی وجہ سے علماء اور اطباء کا مستقل فیصلہ ہے کہ میں بات چیت بالکل نہ کروں، میں اس متفقہ فیصلہ کی خلاف ورزی صرف اس دینی فریضہ (اصلاح و تبلیغ) کے احیا کے لیے کرتا ہوں جس کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ اگر میں اس کو نہ کروں تو پھر یہ فریضہ اس وقت زندہ نہ ہو سکے گا، سورہ توبہ کی اس آیت سے میں نے یہ سمجھا ہے۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُواْ عَن رَّسُولِ اللّهِ وَلاَ يَرْغَبُواْ بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ (سورة التبوة، الآية:۱۲۰)

ترجمہ: ''اہل مدینہ کو اور جوان کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں ان کے لیے جائز نہیں تھا کہ وہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہیں اور نہ یہ جائز تھا کہ وہ بس اپنی جان پیاری سمجھ کر ان کی (یعنی رسول کی) جان سے بے فکر ہو بیٹھیں''۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی وقت دین کا کام کچھ لوگوں پر موقوف ہو تو پھر ان کو اپنی جان کی پروا کرنا جائز نہیں اھ۔(ملفوظات نمبر ۱۴۵)

(۴) مدینہ منورہ سے رخصت ہونے والی تبلیغی جماعت سے مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دوستو! سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے کام کے لیے حضور اقدس ﷺ کی مسجد سے روانہ ہوا جائے۔اگر آج ہم کو ساری دنیا کی حکومت دے دی جاتی تو وہ کوئی بڑی بات نہ ہوتی۔لیکن یہ ایک بہت بڑے فخر کی بات ہے کہ جہاں سے حضور اقدس ﷺ اور آپ کے صحابہ جس کام کے لیے جایا کرتے تھے آج اسی جگہ سے اسی عالی مقصد کے لیے ان کی مشابہت میں ہم روانہ ہو رہے ہیں اھ۔ (مجموعہ صفحہ ۸۲)

کہاں آپ ﷺ کے جہاد کیلیے سفر خروج کے متوارث معنی، اور کہاں مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی جماعت کے سفر کے لیے جہاد کے متوارث ومنقول معنی کو اپنی حقیقت سے ہٹانا، تبلیغی نقل وحرکت کی جہادی خروج سے تشبیہ، مزید اس پر فخر، بقول وفاق موصوف کے کتنی مذموم اور ناکام کوشش ہوگی۔

ہجرت ونصرت کے متوارث ومنقول معنی میں تحریف کے سلسلہ میں حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی نور اللہ مرقدہ کا یہ کلام بھی نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جس میں انہوں

نے آپ ﷺ کی ہجرت اور اس زمانہ کی نصرت کے ظاہر ہونے سے پہلے کے ایک واقعہ کے حقائق کو نصرت و ہجرت سے تعبیر کر ڈالا، جو یقیناً وفاق موصوف کے نزدیک متوارث و منقول معنی میں تحریف کی ناکام اور مذموم کوشش ہے۔

(۵) فرماتے ہیں: کہ جب حبیب نجار نے اپنی قوم کو للکارا اور نصرت کا حق ادا کیا، ان تین ادمیوں نے جس طرح سے ہجرت کا حق ادا کیا، جماعت بن کر آئے ان میں ایک امیر بھی تھا اور دعوت کا کام اجتماعی طریقہ سے امیر کی ماتحتی میں رہے، اور امیر کے مشورہ سے کام کرنے کے لئے آئے، تو انکے اندر کوئی بے اصولی نہیں کی، بالکل اصول کے ساتھ، انہوں نے اصول کے مطابق ہجرت کی اور نصرت کی اھ۔ (مواعظ جلد۳ صفحہ ۵۰) واضح رہے کہ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی نور اللہ مرقدہ نے اس میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کی ہے، جو سورہ یسین شریف میں مذکور ہے اور یہ بیان راؤنڈ میں کیا تھا۔

(۶) جب کہ حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات میں سب سے پہلے اسی اعتراض کا جواب دیا ہے کہ تبلیغ والے آیات جہاد کو اپنے اوپر منطبق کرتے ہیں اور حضرت نے اس پر تعجب کا اظہار کیا ہے کہ اس طرح کے اعتراضات اب عوام ہی نہیں بلکہ کچھ مولوی بھی کرنے لگے۔ (جوابات صفحہ نمبر۲)

(۷) بلکہ حد تو یہ ہے کہ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دار العلوم دیوبند کے اندر طلبہ کے اجتماع میں ایک عرب جماعت کی درخواست پر بیان کرتے ہوئے فرمایا: جهاد بالسيف (تلوار سے جہاد) کو جہاد صغیر (چھاٹا جہاد) کہا گیا اور جهاد باللسان (زبان سے جہاد) کو جہاد کبیر (بڑا جہاد) کہا جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے وجاهدهم به جهادا كبيرا یہ ان حضرات کے لیے ہے، جو مکہ کی زندگی گزار رہے تھے جب کے تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں دی گئی، زبان سے جواب دینے کی بھی اجازت نہیں دی، یہی حکم تھا کہ

مار کھا، پٹو مگر دعوت الی اللہ کرتے رہو یہ جہاد کبیر ہے، جہاد بالسنان کو کہا گیا جہاد صغیر اس کی ایک وجہ کھلی ہوئی ہے کہ جہاد بالسنان میں تو معاملہ دو منٹ کا ہوتا ہے تلوار اٹھائی یا کسی کو قتل کر دیا یا خود قتل ہو گئے بس قصہ پاک ہو گیا اس کو زخم آیا اور ختم ہو گیا اور جہاد باللسان میں ہزاروں زخم کھانے پڑتے ہیں کوئی گالی دے رہا ہے کوئی طعنہ دے رہا ہے کوئی تشنیع کر رہا ہے بس آدمی کو سننا پڑتا ہے سہنا پڑتا ہے یہ ہر وقت کے زخم ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ سخت ہو جاتے ہیں اھ۔ (تبلیغی کام صفحہ ۱۶۶)

(۴) اشکال۔ تبلیغ کے ہر جز کو سیرت سے ثابت کرنے کی بیجا کوشش

محترم وفاق سلمہ صفحہ ۳۴ پر فرماتے ہیں کہ مولانا محمد سعد صاحب کے بیانات کو سن کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ دعوت کے طریقہ کار، اور نظام کے ہر ہر جز کو قرآن وحدیث، اور سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت کرنیکی بیجا کوشش کر رہے ہیں اھ۔

إنا لله وإنا إليه راجعون اب تک تو سنتے تھے کہ ما أنا عليه وأصحابي ہی فرقہ ناجیہ ہے۔ باقی سب فِرقِ ضالہ ہیں آج پتہ چلا کہ اس کی کوشش کرنا ہی بیجا کوشش ہے فالله المستعان اس غریب کو یہ نہیں معلوم کہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حیاۃ الصحابہ کیوں لکھوائی ؟ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے واقعات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کیسے کیسے اصول مستنبط کیے قربان جائیں آپ کی تبلیغ سے وابستگی پر۔ اسی سلسلہ میں مولانا کے ایک قول کو نشان زد کر کے چھوڑ دیا گیا، گویا کہ وہ بھی قابل اشکال ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۲ پر: کسی بھی کام کا انکار یہ سوچ کر مت کر دینا کہ کسی کا ذاتی مشورہ ہے بلکہ جو کچھ کہا جائے، اس کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت میں تلاش کیا کرو، جو کچھ کرنے کو کہا جائے اھ۔ گویا کہ مولانا محمد سعد صاحب کی یہ بات اتنی بدیہی البطلان ہے کہ اس پر کسی تبصرہ کی بھی ضرورت نہیں ہے حالاں کہ مولانا کی یہ بات حضرت مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ علیہ کے اس قول کے بالکل مطابق ہے جو حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ بکثرت نقل کیا کرتے تھے،

فرماتے ہیں کہ حضرت نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا خصوصیت کے ساتھ: عبید اللہ! میری باتوں کے ماخذ تلاش کرو، میں جو کہا کرتا ہوں میں جو دعوت وتبلیغ کے متعلق جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں اس کے بارے میں قرآن وحدیث اٹھا کر دیکھو اور اس کے اصول تلاش کرو۔ میری طالب علمی کا زمانہ تھا غالبا ہدایہ اولین کی صف تھی۔ (مواعظ ج صفحہ ۴۳)

(۵) اشکال۔ گشت اور مسجد کے ماحول ہی کو ایمان بننے کا ذریعہ قرار دینا

صفحہ ۱۴۱ پر جناب وفاق صاحب فرماتے ہیں: مروجہ گشت کرنا، اور اسی کو ایمان سیکھنے کا مسنون طریقہ بتانا، اور ضروری سمجھنا مولانا محمد سعد صاحب کا خود ساختہ نظریہ ہے اھ۔

اسی صفحہ میں بطور اعتراض جلی قلم سے مولانا کا یہ قول نقل کیا: مسجد کے ماحول ہی میں ایمان میں کمال پیدا ہوگا۔ اس میں شک کرنا یا اس کا انکار کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کا براہ راست انکار کرنا ہے اھ۔

(۱) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ملاحظہ ہو فرمایا: آج ساری دنیا میں امت پنا توڑنے کی محنت چل رہی ہے اس کا علاج اور توڑ یہی ہے کہ تم اپنے کو حضور ﷺ والی محنت میں لگا مسلمانوں کو مسجد میں لا وہاں ایمان کی باتیں ہوں تعلیم وذکر کے حلقے ہوں دین کی محنت کے مشورے ہوں مختلف طبقوں کے اور مختلف برادریوں کے اور زبانوں والے لوگوں کو مسجد نبوی ﷺ کے طریقہ پر ان کاموں (اعمال نبویہ ﷺ) میں جوڑیں تب امت پنا آئے گا اھ۔ (بیانات صفحہ نمبر ۱۶)

(۲) نیز فرمایا: اللہ رب العزت سے فائدہ حاصل کرنے والے اعمال بتلا کر، اس کے سیکھنے سکھانے کی عمومی فضائیں قائم کی۔ ان اعمال کے اپنی زندگی میں پیوست ہونے کے لیے محنت کے مناظر قائم کیے۔ جتنے بھی کائنات کے نظام سے قائم شدہ زندگی بنانے کے نقشے قائم تھے اور ان نقشوں سے وابستہ جتنے بھی انسان موجود تھے ان میں پہنچ کر انبیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی اس مشترک آواز کو پہنچایا گیا، اور انبیا کرام

علیہم الصلوۃ والسلام والے اعمال جو اللہ رب العزت سے استفادہ کے لیے تھے حضرت محمد ﷺ کے طریقے سے ان کے سامنے رکھ دیئے گئے، خود کو ان اعمال سے آراستہ کیا گیا، اور اس بنیاد کے یقین کو اپنے قلوب میں پیوست کیا گیا دوسروں کو کامیابی کی بنیادیں سمجھائی گئی، اور ان بنیادوں کے راستے سے دونوں جہان میں ترقیات حاصل کرنے، اور بلایا وعذاب ومصائب سے بچنے کی طرف متوجہ کیا، اپنے اپنے مقام پر مساجد کے ذریعہ نماز پر جمع کر کے ایمان کی مجلسیں بھی قائم کیں۔ (مجموعہ صفحہ ۱۵٦)

ویسے اس اشکال کو حل کرنے کے لئے وفاق موصوف کو پرزور ترغیب دی جاتی ہے کہ حضرت مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات کو بار بار پڑھیں، ان شاء اللہ بات کے سمجھنے میں ابہام نہیں رہے گا۔

(٦) اشکال۔ تعلیم کو ضمنی عمل قرار دینا

وفاق صاحب صفحہ ۴۵ پر فرماتے ہیں: تعلیم دین کو ضمنی عمل قرار دینا علم کی اہمیت کو گھٹانا ہے اھ۔

(۱) سنیے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں: مہا عمل تو تبلیغ ہے، اس سے بچے ہوئے وقتوں میں علم وذکر میں مشغول رہو اھ۔ (ارشادات صفحہ ٦۸)

(۲) نیز فرمایا: جن مقامات کو حضور ﷺ نے جانوں کی بازی لگا کے بلکہ اس جانبازی کے شوق وعشق سے حاصل کرنا بتلایا تھا، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دین کی راہ میں اپنے کو مٹا کے جو کچھ حاصل کیا تھا، تم لوگ اس کو آرام سے لیٹے لیٹے کتابوں سے حاصل کر لینا چاہتے ہو اھ۔ (ملفوظات نمبر ۱۷۵)

(۳) نیز فرمایا: سارے دن رو رو کر قرآن شریف پڑھنے سے، ایک گھنٹہ ناواقفوں میں کلمہ کی دعوت دینا کروڑوں درجہ زیادہ ثواب ہے۔ کلمہ کی دعوت دینا سارے دین کے سیکھنے سے بہت زیادہ ہے اھ۔ (ارشادات صفحہ ۹۰)

(۷) اشکال۔ جماعت میں نکلنے کونماز کا درجہ دینا

وفاق صاحب صفحہ ۵۹ پر رقم طراز ہیں کہ مولانا کے نزدیک جماعت میں نکلنا اللہ کا ایسا امر ہے، جیسے نماز پڑھنا اللہ کا امر ہے اھ۔

(۱) اطلاعاً عرض ہے کہ یہ تو بہت ہلکی بات ہے۔مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ملاحظہ ہوں فرمایا: میں اپنی صحت اور بقا حیات کے لیے کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کے بجائے بیٹھ کرنماز پڑھنا تو جائز سمجھتا ہوں، لیکن اس دینی کام کے قیام وبقا پر زندگی کے خیال کو مقدم نہیں سمجھتا اھ۔(ملفوظات نمبر ۱۰۰)

(۲) نیز فرمایا: دعوت کا فریضہ نماز کے فریضہ سے اعلی ہے،اس کے بغیر مسلم کی ترقی ہے ہی نہیں اھ۔(ارشادات صفحہ ۸۴)

(۸) اشکال۔غیبی نصرتوں کیحاصل ہونے کا واحد ذریعہ دعوت ہے

موصوف کو مولانا محمد سعد صاحب کی اس بات پر بھی اشکال ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ غیبی نصرتوں کا دعوت کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں۔

اس سلسلہ میں اطلاعاً عرض ہے کہ قرآن میں ہے:

إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (سورة محمد، الآية:۷)

ترجمہ: ’’اے اہل ایمان! اگر تم خدا کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا‘‘۔

اورحدیث قدسی میں ہے۔مروا بالمعروف وانهوا عن المنكر قبل أن تدعوا فلا أجيب لكم وتستنصروني فلا أنصركم، دیکھیئے فضائل تبلیغ۔آپ خود فرمائیں ان دونوں کے ملانے سے کیا نتیجہ نکلا اگر دعوت کے علاوہ بھی کوئی نصرت کا ذریعہ ہے تو ترکِ دعوت پر ترک نصرت کی وعید کیوں ہے۔؟

(۱) حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمان کی بلائیں ٹلنے کا تبلیغ

میں مر مٹنے کے سوا اور کوئی علاج نہیں اھ۔(ارشادات صفحہ نمبر ۴۳)

(۲) نیز فرماتے ہیں: تمام دین کی ترقی اللہ تعالی نے اپنی مخلوق کی دعوت میں رکھی ہے اس کے بغیر مسلمان ترقی ہی نہیں کرسکتا اھ۔(روشن صفحہ ۲۴) اس سے آیت إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ الآیۃ کی غلط تفسیر کا الزام بھی ختم ہو گیا۔

(۹) اشکال-رفاہی کاموں میں خرچ کرنا اسلام کی نصرت نہیں

موصوف کو اس بات پر بھی اشکال ہے کہ مولانا محمد سعد صاحب کہتے ہیں کہ خیر کے کاموں میں مال کو خرچ کرنا اسلام کی نصرت نہیں، مسلمان کی نصرت الگ چیز ہے اسلام کی نصرت الگ چیز ہے۔

سابقہ جواب میں اس کا جواب بھی موجود ہے۔لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ اس سے مقصود لوگوں کو دعوت پر لانا ہے اور ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو خیر کے کاموں میں خرچ کرنے کو کافی سمجھتے ہیں، احیاد ین کے لیے خود کچھ نہیں کرتے، اس سے خیر کے کاموں میں خرچ کرنے اور مسلمانوں کی مدد کرنے سے روکنا مقصود نہیں، قرآن میں ہے۔

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِيْ الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ (سورة التوبة، الآية:١٩)

ترجمہ: ”کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام یعنی (خانہ کعبہ) کو آباد رکھنے کو اس شخص کے اعمال کے برابر سمجھ رکھا ہے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لایا ہے اور جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا“۔

(۱) حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اپنی اپنی نمازیں

پڑھنا روزے رکھنا اگر چہ اعلی درجہ کی عبادتیں ہیں لیکن یہ دین کی نصرت کے کام نہیں ہیں دین کی نصرت وہی ہے جس کو قرآن پاک اور اللہ کے رسول ﷺ نے نصرت بتلایا ہے، اور اس کا اصلی اور مقبول ترین طریقہ بھی وہی ہے جس کو حضور ﷺ نے رواج دیا اس وقت اس طریقہ اور اس رواج کو تازہ کرنے اور پھر سے ان کو جاری کرنے کی سعی کرنا دین کی سب سے بڑی نصرت ہیاھ۔ (ملفوظات نمبر ۲۲۳)

(۲) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: مال سے اسلام کا چمکانا ہی ضلالت ہے، وہ اسلام ہی کیا، جو مال پر چمکے، اسلام ایسا ناقص نہیں کے مال نہ ہونے پر نہ چمکے، اسلام بالکل کامل ہے پیسے نہ ہونے پر طریقہ ہی اسلام ہے، اس کے بعد حضرت نے حضور اکرم ﷺ کے سفر ہجرت کی ترتیب کو بیان کیا، پھر آگے چل کر فرماتے ہیں: کہ ہدایت ہے چیزوں و مال سے نہ ہونے کا وجدان اور حضور اکرم ﷺ کے طریقے پر خدا کریں گے کا وجدان۔ (مجموعہ صفحہ ۲۱۰)

(۳) جب کسی سے نکلنے کو کہا جائے تو پیسے کا عذر کر دیتا ہے یعنی یہ لائن پیسے پر موقوف ہے اس سے یہ لائن نہیں چل سکتی ہے، جس حالات میں ہو عمل پر کھڑے ہو جاؤ قدرت پر یقین کر کے اھ۔

(۴) آگے فرماتے ہیں: اگر حضور ﷺ والی لائن پیسے پر چلے، تو پیسہ اصل ہوا، نہ کہ حضور ﷺ والے اعمال۔ آج پیسے پر یقین کے ساتھ دین ہے، تبھی تو دین سے ہوتا نظر نہیں آتا، اس دین سے تو کچھ ہو بھی نہیں سکتا اھ۔

آگے فرماتے ہیں: اس محنت میں نہ پیسے کا زوال چاہیئے نہ پیسے کا وجود۔ (مجموعہ صفحہ ۲۱۷-۲۱۶)

(۵) نیز فرماتے ہیں: یوں کہتا ہے کہ مال ہاتھ میں ہوگا تبلیغ بھی جب ہی ہوگی، یہ آدمی، ضلالت بھری ہوئی ہے اس کے دل میں۔ (مجموعہ صفحہ ۴۶۸)

(۶) نیز فرمایا: ایسوں کی ضرورت ہے جو روس اور امریکہ کی مادی فضاؤں میں بھی اسی یقین

پر جمے رہیں کہ دین صرف دعوت کے راستہ کی قربانیوں سے اور قربانیوں کے بعد دعاؤں سے چمکے گا اور اس یقین پر دعوت کے راستہ میں قربانیاں دیتے رہیں، اور اللہ کی قدرت قاہرہ اور کن فیکونی شان پر نگاہ رکھتے ہوئے امید و یقین کے ساتھ ہدایت کی اور جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کی وجہ سے ہدایت کا راستہ رک رہا ہے ان کی بربادی کی دعائیں کریں۔ پھر یا تو ہدایت کے دروازے کھلیں گے یا وہ ہوگا جو شداد اور فرعون و ہامان کے ساتھ ہوا اھ۔ (تذکرہ صفحہ نمبر ۱۶۱)

(۷) نیز فرمایا: دین مالوں سے نہیں پھیلے گا بلکہ دین کی محنت سے کمائیوں کے نقشے میں جو نقصان اور کمیاں آئیں گی اس قربانی سے پھیلے گا اور جب یہ قربانیاں کمال تک پہنچیں گی تو ان قوموں کو آپ کے ذریعہ ہدایت ملے گی جو آسمانوں پر اڑ رہی ہیں اور ہم غریبوں کی طرف دیکھتی بھی نہیں اور وہ مسلمان جو زندگی کے کسی شعبے میں اسلام کی بات سننے کو تیار نہیں وہ اپنے تمام کاموں کو اسلام کے احکامات کے موافق بنالے گا اور آپ حضرات کی قربانیوں کا بدلہ حضور ﷺ حوض کوثر پر کھڑے ہو کر دلوائیں گے جہاں آپ ﷺ نے انصار سے ملنے اور قربانیوں کا صلہ دلوانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ بشرطیکہ یہ طے کرلو کہ خدا جو کچھ ان محنتوں کے بعد دیگا وہ حاصل کر کے دوسروں کو دیں گے خود نہ لیں گے۔ ایسا کرنے میں حضور ﷺ کی جھلک پائی جائے گی کیونکہ آپ ﷺ قربانیوں کے دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تھے اور جب نعمتیں ملنے کا وقت آیا تو آپ ﷺ تشریف لے گئے اس طرح جو حضرات اپنی جان و مال کی قربانی کریں گے اور دنیا میں جو کچھ لینا نہیں چاہیں گے اور صرف آخرت پر نگاہ رکھیں گے وہی حضرات آخرت میں حضور ﷺ سے سب سے زیادہ قریب قریب ہونگے ان شاءاللہ اھ۔ (تذکرہ صفحہ نمبر ۱۴۵)

(۸) نصرت کے سلسلہ میں ماقبل کی تفصیل بہت کافی ہے، اکابرین تبلیغ کے بیانات و اقوال کو غور سے پڑھنے کے بعد یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ دینی کاموں پر

مال خرچ کرنے پر اکتفا کرنے والے، اور عملی جدو جہد اور بالفعل شرکت کرنے سے گریز کرنے والے افراد، ان حضرات کے نزدیک حقیقی نصرت کے کبھی بھی مصداق نہیں رہے، اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: حبیب نجار نے نصرت کی جان پر کھیل کر اصول کے مطابق، اس نے عمل کی نصرت کی، اس نے یہ نصرت نہیں کی کہ ہاتھ سے چھین کر انکو کھانا کھلانے پر بیٹھ گئے، بلکہ اس کام میں نصرت کی جائے، عمل کی نصرت، جب کوئی جماعت جائے اس علاقے میں تو آپ اس کا عمل میں نصرت کیجئے کھلانا پلانا یہ نصرت ثانیہ ہے یعنی دوسرے نمبر کی نصرت کہلائے گی اور حقیقی نصرت تو عمل کی نصرت ہے۔ اس حبیب نجار نے حقیقی نصرت کی۔ (مواعظ ج صفحہ ۵۰)

مولانا کی مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات سمجھنا اور بھی آسان ہو گیا کہ مولانا محمد سعد صاحب نے حقیقی نصرت کی طرف امت کو متوجہ کرنا چاہا ہے، لیکن وفاق موصوف کو اس پر بھی اشکال ہو گیا۔

حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ کے کلام میں یہاں تک ملتا ہے کہ وہ اپنی دعوتی تحریک کو دین کی حقیقی نصرت، اور نصرتِ خداوندی کے امت کی طرف متوجہ ہونے کا یقینی ذریعہ سمجھتے تھے، بلکہ اپنی اس تحریک میں نصرتِ خداوندی کے نازل ہونے کو منحصر یقین کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نور اللہ مرقدہ کی مندرجہ ذیل چند سطریں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا الیاس صاحب نور اللہ مرقدہ تمام اہل زمانہ کو کھل کر یہ دعوت دیتے تھے کہ میری اس تحریک کو فروغ دینے میں وثوق قلبی کے ساتھ اپنا علاج یقین کر کے اپنی کوششوں کو اس میں وقف کر دیں تو حق تعالیٰ اپنے ارادہ غیب کو ہمارے سلامتی اور فروغ کی طرف قطعاً متوجہ فرما دیں گے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نور اللہ مرقدہ کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

(۹) اور دعائیں کیا قبول ہوں اور اللہ کی مدد کیسے شامل ہو جب بقول مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ: حضور ﷺ سے لیکر اس وقت تک جمعہ جیسے اجابت کے وقت میں سب دین کی نصرت پر دعا اور اس کے خذلان پر بددعا دیتے چلے آئے: اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ ﷺ "خذلان" کے معنی مخالفت کرنے کے نہیں بلکہ مدد نہ کرنے اور بے یار و مددگار چھوڑ دینے کے ہیں۔ محمد ﷺ کے دین کی مدد نہ کرنے اور اپنے حال پر چھوڑ دینے کے بعد ہم خدا سے کس منہ سے مدد مانگ سکتے ہیں۔ دین کی قوی مدد کے بغیر اس وقت اللہ کے قہر کو دور کرنے اور اس کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔

حق تعالی محض اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ مسلمین اور مسلمین کے ذریعہ عام مخلوق کی طرف رحمت وفضل وکرم کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں۔ قہر) خداوندی (کی آگ کا پانی اس تحریک کسوا ہرگز کچھ نہیں۔ (دینی دعوت صفحہ ۹۵)

(۱۰) یہی مسلمانوں کی تمام پریشانیوں کا علاج ہیاور تمام مشکلات کا حل، ہمارے اہل زمان، زمانہ کی پریشانیوں سے اور آنے والے حالات کے خطرہ سے اس قدر پریشان ہیں کہ حد و حساب نہیں، میرا ضمیر مطمئن ہے کہ اگر وہ محض اس تحریک کو فروغ دینے میں (جس میں سراسر دین کی سرسبزی ہے) وثوق قلبی کے ساتھ اپنا علاج یقین کر کے اپنی کوششوں کو اس میں وقف کر دیں تو مطابق وعدہ مَنْ کَانَ لِلّٰهِ کَانَ اللّٰهُ لَهٗ حق تعالی اپنے ارادۂ غیب کو ہماری سلامتی اور فروغ کی طرف قطعاً متوجہ فرما دیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ" (دینی دعوت صفحہ ۹۶)

اسلام وشریعت کی نصرت کی اصلی ترتیب مال خرچ کرنے پر اکتفا کرنا نہیں ہے، بلکہ دین کی حقیقی صورت زندہ کرنا ہے، اس سلسلہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل مکتوب پڑھنا مفید معلوم ہوتا ہے۔ جس کے ناقل حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نور اللہ مرقدہ ہیں۔

(۱۱) سب سے بڑی نیکی شریعت کی ترویج کے لئے کوشش کرنا اوراس کے احکام میں سے کسی حکم کوزندہ کرنا ہے، خصوصا ایسے زمانہ میں جبکہ شعائرِاسلام مٹ گئے ہوں خدا کے راستہ میں کروڑوں خرچ کرنا کسی مسئلہ شرعیہ کے رواج دینے کے برابرنہیں، کیونکہ مسئلہ شرعی کورواج دینا انبیا علیہم السلام کی اقتدا ہے جواللہ کی مخلوقات میں سب سے افضل ہیں اور یہ فعل ان حضرات کے ساتھ مشارکت ہے اور مسلم ہے کہ مکمل ترین نیکیاں اور کارخیر اللہ تعالی نے ان حضرات کے حصہ میں رکھے ہیں، کروڑوں خرچ کرنا تو دوسروں کوبھی میسر ہے۔(دینی دعوت صفحہ ۹۰)

(۱۰)اشکال-مشورہ کونماز سے تشبیہ دینا

موصوف تبلیغ کے ایک جز مشورہ کونماز سے تشبیہ دینے کو بڑی نادانی قرار دے رہے ہیں۔

حالانکہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تبلیغ کا کام اس طرح کروجس طرح نماز پڑھتے ہواھ۔(ارشادات صفحہ نمبر۲۰)

معلوم نہیں وفاق موصوف کس تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں؟ ہم نے تو بچپن سے تبلیغی جماعت سے وابستہ بزرگوں کو بارہا فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسی کوشش کروکہ پوری زندگی صفت صلو پرآ جائے۔صرف مشورہ کونماز کی ترتیب پرلانا بڑی نادانی ہےتو زندگی کے ہرشعبہ کو نماز کی ترتیب پرلانا تو کتنی بڑی نادانی ہوگی۔

(۱۱)اشکال-عورتوں کومردوں کی طرح دعوت کے کام کا ذمہ دارقرار دینا

موصوف کومولانا کی اس بات پر بھی اشکال ہے وہ کہتے ہیں کہ جوذمہ داری اس کام کے کرنے میں مردوں کی ہے خدا کی قسم بعینہ بغیر کسی فرق اور بغیر کسی درجہ کی کمی کے وہی ذمہ داری عورتوں کے لیے ہے بال کے برابر بھی فرق نہیں ہے اھ۔موصوف کہتے ہیں دونوں کی ذمہ داری کا فرق عیاں ہے اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ اس پرشاہد ہے۔حیرت اور تعجب ہے کہ مولانا کس دلیل کی بنا پر یہ کہہ رہے ہیں۔

جناب: ذمہ داری میں فرق نہیں ہے طریقہ کار میں فرق ہے۔ رہی بات دلیل کی تو وہ قرآن کی آیت ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَـئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّهُ إِنَّ اللّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورة التوبة، الآية:۷۱)

ترجمہ: ''اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی مددگار ہیں نیکی کے کام کرنے کو کہتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکو دیتے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ اپنی رحمت سے نوازے گا۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے''۔

بظاہر موصوف کو مستورات کی جماعت کے شرائط بھی معلوم نہیں ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مستورات کی تبلیغی جماعت کی اہمیت، ضرورت اور اس بارے میں مرد اور عورت کی دینی اور دعوتی ذمہ داری کے سلسلہ میں حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بیان کے اقتباسات پیش کر دیئے جائیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ تعالی نے جہاں دن بنائے وہیں رات بنائی، چاند بنائے، سورج بھی بنایا، اسی طرح آسمان و زمین کو بھی بنایا، آسمان بغیر زمین کے ممکن نہیں، اسی طرح (خدانے مرد اور عورت دونوں کو بنایا (زمین آسمان کے بغیر ممکن نہیں، اگر آسمان سے بارش نہ ہوتو زمین پر پیڑ پودے کیسے اگیں گے؟ جیسے دونوں کی ضرورت ہے، اسی طرح مرد اور عورت دونوں میں دین زندہ نہ ہوتو پھر دین کا پودا کیسے باقی رہیگا؟

(۱) اگر مرد دیندار ہے، اور عورت بد دین اور بہکانے والی، فیشن والی اور لالی والی ہے، تو پھر کیسے دین کا پودا آئیگا؟ پھر شرافت اور دین کا پودا کیسے لگے گا؟ شریعت نے اس لئے دین میں اور دین کی محنت میں ان کا بھی حصہ رکھا ہے، پھر مردوں سے زیادہ عورتوں میں نرمی ہوتی ہے، اگر محنت ہوتو عورت دین کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے، تھوڑی سی محنت پر ان کے اندر دین کی زیادہ فکر ہوجاتی ہے، اس لئے ان کا ذہن بنانے کے لئے گھر گھر تعلیم کو جاری کیا گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو بیان مردوں کا ہے وہ اگر سمجھ لیں، تو وہ حکم عورتوں کا بھی ہے، قرآن پاک میں جہاں مردوں کو عبادت کا حکم ہے، وہیں عورتوں کو بھی حکم ہے، اور مردوں کے حقوق کے ساتھ عورتوں کے حقوق کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ مردوں پر گھر کی ذمہ داری ہے، اس لئے اس ذمہ داری کو قرآن پاک میں اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ سے ذکر کیا ہے اس لئے قرآن پاک میں خطاب مردوں سے کیا گیا ہے۔ (اضافہ صفحہ نمبر ۳۱)

(۲) اس لئے ہم مردوں سے کہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ ہم تم تو عظیم ہوں اور گھر میں عورت ہو بد دین، مرد ہو اسلامی لباس میں، اور عورت کا لباس ایسا باریک ہو کہ اس کے اندر سے عورت کا ستر باہر نظر آتا ہو، یعنی مرد ہو دین والا اور عورت ہو بے دین والی، یہ دورنگی حالت ٹھیک نہیں ہے، اس لئے ضروری ہے کہ عورتوں کا ذہن بنایا جائے ایمان کا، علم کا، نماز کا، اس لئے عورتوں کا ذہن بنانے کے لئے بغیر دن مقرر کئے کسی وقت اجتماع کریں یہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ (اضافہ صفحہ نمبر ۳۲)

(۳) اور حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کبھی کبھی عورتوں کی جماعت بھی نکالیں، ابتدا میں جب کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے ایماء پر تبلیغی کام کرتے تھے، لیکن عورتوں کی جماعت کے نکالنے کے خلاف تھے، وہ جب سوتے تھے تو اس زمانے میں ہمیشہ ان کے سینہ پر حضرت مولانا

مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ فتوی رہتا تھا جس میں عورتوں کی جماعت پر نکیر کی تھی، اس زمانے کی بات ہے مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس شیر بن کر آئے، اور مجھ سے کہا کہ تو کیا کر رہا ہے، دیکھ! یہ ہے مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی جس میں عورتوں کی جماعت نکالنے کو نا جائز کہا ہے، اور اس وقت بھی اور آج بھی مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کی بڑی اہمیت تھی۔ میں نے مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میرے یہ دونوں استاذ ہیں یعنی مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی، اور میں نے فتوی کی مشق حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے۔

پھر ایک بات میں نے اس وقت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہی کہ، سن لو! جب تم بھی اپنے والد کے اس کام کے جانشین بنو گے تو تم بھی یہ کام کرو گے، کہ عورتوں کی جماعت کو تم بھی نکالو گے؟ اس پر مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ تم کو عورتوں کی جماعت کے نکالنے کے بارے میں شرح صدر ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں ہے، اور وہ یہ ہے کہ مفتی سے جیسا سوال کیا جائے گا اسی کو سامنے رکھ کر وہ فتوی لکھے گا، اب جیسا سوال ہوتا ہے ویسا فتوی ہوتا ہے، اگر اس طرح سوال لکھا جائے کہ عورت کا جماعت میں نکلنا اس حال میں کہ اس کا محرم ساتھ ہو خاوند ساتھ ہو لڑکا ہو، یا اس کا سمجھ دار بچہ ساتھ ہو اور وہ بھی قریب میں ہو، وہ اگر جماعت میں جائیں تو شریعت کا کیا حکم ہے؟ تو ظاہر ہے کہ ان قیود کے ساتھ ضرور اجازت ہوگی، اور جہاں تک اس فتوی کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ سوال کرنے والے نے ان بنیادوں کا ذکر نہیں کیا، صرف عورتوں کا تبلیغ میں نکلنا لکھا ہے، اس کا فتوی وہی ہوگا، جو سامنے ہے؛ لیکن جیسا میں نے کہا ان قیود کے ساتھ پوچھا جائے گا تو ضرور ہاں کا جواب ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ (اضافہ صفحہ نمبر ۳۳-۳۲)

(۴) عورتوں کے باہر نکلنے کی نظیر پیش کرتا ہوں، حضرت مولانا اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی بھی اللہ کے راستہ میں نکلی تھی اور حضور ﷺ نے بھی بعض معرکوں میں عورتوں کو اجازت دی ہے۔(اضافہ صفحہ ۳۳)

(۵) آج حال یہ ہے کہ عورت دین اور پردہ دونوں سے نکل گئی ہیں، عورتوں میں پردہ کے ساتھ دین کا کام کرو گے تو عورتوں میں دین آئیگا، ورنہ یہ عورتیں ہی سب سے پہلے ارتداد پر جائیں گی، اور ایک بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے شادی کی اور بیویاں یک بارگی میں رکھی ہیں، اور شہوت کی وجہ سے نہیں بلکہ دین کی ترقی کے لئے تھی۔(اضافہ صفحہ نمبر ۳۳)

(۶) اب جب زمانہ مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا آیا تو انہوں نے بھی عورتوں والی جماعت کا کام کیا، اور اس وقت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خدا سے اس بات پر معافی مانگی کہ ایک ضروری کام کے معاملہ میں، میں نے اپنے والد کی مخالفت کی تھی۔(اضافہ صفحہ نمبر ۳۴)

عورتوں کی ذمہ داری پر اوپر گفتگو کی گئی، اب طریقہ کار کا فرق اور کچھ شرائط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ تبلیغی کام عورتوں میں تو بہت ضروری ہے، لیکن اس کام میں عورتوں کی جماعت پر شرطیں بہت لگائی گئی ہیں، ایک یہ ہے کہ عورت جو دین کی بات کرے وہ بیٹھ کر کرے، کھڑے ہوکر نہیں، اور نہ چھڑی ہاتھ میں لے کر بات کرے، جب ہمیں بعض جگہ کا پتہ چلا کہ عورتیں اس طرح بیان کرتی ہیں تو ہم نے اس طرح کا کام بند کروا دیا تھا، اور کہلوایا تھا کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے، یہ کام کچھ اور ہی ہے، اور دین کے نام سے دوسروں کا کام کر رہی ہیں، اس طرح ہمارے نام سے کام نہ ہو، یہ ہوئی ایک شرط۔

دوسری یہ ہے کہ عورتیں محرم کے ساتھ چلیں، بغیر محرم کے عورتیں تبلیغ میں نہ نکلیں، اگر ان شرائط کا خیال رکھ کر نکلیں گی، تو عورتوں میں دین اور پردہ دونوں زندہ ہوگا۔

تو یاد رکھو کہ مرد عورت کے بغیر دین کا کام نہیں بنتا ہے کہ مرد تو باہر جماعتوں میں

ہے،عورت گھر کے اندر شیطان ہے،اس سے دین کا کام نہیں چلتا۔

مع مستورات تبلیغی جماعت کے سلسلہ میں بے پردگی کا ایک وہم بیٹھا ہوا ہے۔اس سلسلہ میں حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ملاحظہ ہو۔

(۷) جب عورتوں میں دین کا کام چلے گا،تو پھر عورت خود عورتوں سے پردہ کرائیگی، حالانکہ تم تو یہ کہتے ہو کہ عورتیں جماعت میں باہر نکلیں گی تو بے پردہ پھریں گی۔اور حرام کاری پھیلے گی، ایسا نہیں ہے بلکہ پردہ عام ہوگا،اور نماز قائم ہوگی، اور حیا قائم ہوگی، اور جو جماعت بے اصولی کریگی اس سے یہ کام نہیں لیا جائیگا، میں یہ کہہ رہا تھا کہ عورتوں کا کام بھی ضروری ہے۔(اضافہ صفحہ نمبر ۳۴)

(۱۲)اشکال-اپنی امارت ثابت کرنا

موصوف کے دل ودماغ پر چوں کہ موجودہ انتشار چھایا ہوا ہے؛اس وجہ سے مولانا کی ہر بات اسی سے جوڑتے ہیں اور موصوف کا خیال یہ ہے کہ مولانا کو چوں کہ امارت کی حرص ہے،اس وجہ سے ان کو اپنی امارت ثابت کرنے کی دھن سوار ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ موصوف نے کسی مسلمان سے حسن ظن رکھنا سیکھا ہی نہیں ہے۔ مولانا کا مقصد امارت اور مرکزیت اور اطاعت وغیرہ کے بیان کرنے سے کام کرنیوالے ساتھیوں میں اجتماعیت کو پیدا کرنا ہے، نہ کہ امیر بننے کا شوق کیا مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی امیر بننے کا شوق تھا؟ کیا اپنے حیاۃ الصحابہ کے ساتویں باب کا مطالعہ نہیں کیا؟ جو ایک سواسی (۱۸۰)صفحات پر محیط ہے، دوسری جلد کی ابتدا سے،جس کا عنوان ہے۔ باب اهتمام الصحابه باجتماع الكلم واتحاد الاحكام والتحرز عن الاختلاف والتنازع فيما بينهم فى الدعو الى الله ورسوله والجهاد فى سبيله ،پھر اس باب میں امارت،خلافت،اطاعت سے متعلق سیکڑوں واقعات بیان کئے ہیں، اس سب کا مقصد یہی تھا کہ بغیر امارت اور مرکزیت کو مضبوط کیے اتحاد قائم نہیں رہ سکتا۔

(۱) کیا حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی امارت کی بھوک تھی؟ جو انہوں نے فرمایا: امارت کی برکتیں احاطہ سے باہر ہیں اھ۔ (ارشادات صفحہ ۲۷)

(۲) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ امارت کی ترغیب کو مؤکد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جوڑ اس وقت تک پیدا نہ ہوگا جب تک اپنی منوانے اپنے کو کچھ سمجھنے کی بات ختم نہ ہو جائے، امیر دوسرا ہے تو معاملہ کچھ سہل ہے امیر رائے لے تو دیدو، مامور کے ذمہ نہیں ہے کہ وہ پرانا بن کر امیر کو پکڑ پکڑ کر سمجھائے، اس طرح سمجھانا ہی خلاف اصول ہے۔ (مجموعہ بیانات صفحہ ۳۳۱)

(۳) نیز فرمایا: امیر مرتکب حرام ہو پھر بھی اس کی مانو، حضور ﷺ نے فاسق وفاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے، امیر کیسا ہی ہو، اس کا ساتھ آخر تک دو۔ (مجموعہ بیانات صفحہ ۳۳۲)

(۴) نیز فرماتے ہیں: جو ابوایوب رضی اللہ عنہ حضور ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارتوں میں چلے تھے وہ صرف اجتماع کی وجہ سے یزید کے مامور بن کے چلے ہیں۔ (مجموعہ بیانات صفحہ ۳۳۳)

(۵) اسی سلسلہ میں حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا ابراھیم صاحب دیولا، مولانا احمد لاٹ صاحب، مولانا اسمعیل صاحب گودھرا اور گجرات کے چند علماء کو لکھا کہ اس راستہ میں ایک گھاٹی آپس کے مخالفات اور مشاجرات کی پیش آتی ہے، اس میں شیطان مامورین کو امیر سے بدظن کر دیتا ہے اور وہ امیر کی ڈانٹ ڈپٹ، جو مامورین کے لیے اصلاح کا سبب بنتی ہے وہ عداوت کا سبب بننے لگتی ہے، جس سے کام سے محرومی کے اسباب پیدا ہوتے ہیں کیوں کہ امیر سے بدظنی سخت جرم ہے اور بڑا گناہ ہے۔ وہ احادیث اٹھا کر پڑھیں جن میں امیر کی اطاعت کی اہمیت بتلائی گئی ہے اور یہاں تک آخری جملہ ملتا ہے کہ کفر صریح سے پہلے پہلے اطاعت

واجب رہتی ہے کفراً بواحاً کا جملہ حدیثوں میں موجود ہے، کیوں کہ امیر کی اطاعت کے بغیر اجتماعیت ناممکن ہے اور یہ امت اجتماعیت پر ہی دشمن پر غالب رہے گی اور جب اختلاف بڑھ جائے گا ،تو حق پر ہونے کے باوجود، دشمن پر غالب نہیں آ سکتی، اس کے شواہد حدیث میں اور تاریخ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بکثرت ملیں گے۔(مکاتیب سعید خط نمبر۱۴)

(۶) نیز فرماتے ہیں کہ: اطاعت امیر کو اپنے تمام دلائل پر مقدم کر دے، اس سے ہی اسلام میں اجتماعیت باقی رہتی ہے، آج اپنی سمجھ سے حق کہنے کا جذبہ نہیں رہا اسی بات پر سارے فتنے مرتب ہو رہے ہیں۔(۴۵ مکاتیب سعید خط نمبر ج ا ص ۳۱۱)

(۷) نیز فرماتے ہیں: بے اصولی سے چلنے والے راستہ ہی سے محروم کر دیئے جاتے ہیں اور تھک کر بیٹھ جاتے ہیں، یا اللہ تعالی انکا رخ دوسری طرف بدل دیتا ہے۔ یہ خاتم الانبیاء سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم والا کام ہے، اس میں اصول و آداب کی رعایت بہت ضروری ہے اور وہ اصول یہ ہیں۔(۱) امیر کی اطاعت، امیر کے اکرام اور محبت کے ساتھ (۲) مشورہ کو لازم پکڑے اور جماعت سے علیحدہ نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔(مکاتیب سعید خط نمبر ۱۵ ج ۲ ص ۱۷۷)

(۸) نیز فرماتے ہیں کہ: آج مسلمانوں کا کوئی ایسا بڑا نہ رہا، کہ جس کی طرف اپنے تمام مسائل میں رجوع کریں اور اس کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں، اسی سے جھگڑوں کا ختم ہونا صرف دشوار نہیں ؛ بلکہ محال ہو گیا۔ الحمد للہ! اس دعوت کے ذریعہ یہ شکل پیدا ہوتی جا رہی ہے کہ اپنے اختلاف اور مسائل کے حل کرنے کے لیے اپنے امیر کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں۔ اس سے اسلام کی تمام طاقتوں کے مجتمع ہونے کی حفاظت کی شکل نکلتی جا رہی ہے، جس سے کفر مضمحل اور اسلام قوی ہونے کی امید بڑھ رہی ہے۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پتہ چلتا ہے کہ امیر کی اطاعت کریں، جب تک اس میں صریح کفر نہ دیکھ لیں، خواہ بے وقت نماز پڑھائے، اور اپنا حق وصول کرے، اور تمہارا حق ادا نہ

کرے۔اس سے اجتماعیت کے قائم ہونے کا کس قدر اہتمام معلوم ہوتا ہے کہ فاسق کی اطاعت اوراس کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا حکم دیا گیا آج یہ راز ہم نہ سمجھ سکے اس لیے ہماراشیرازہ بکھر گیا۔(مکاتیب سعید ص ۲۰۹)

(۹) نیز مولانا عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں لکھا: جب کسی قوم کا امیر نہ ہواور قوم کسی کے فیصلہ پر راضی نہ ہو،تو وہ قوم سخت خطرہ میں آ جاتی ہے۔) مکاتیب سعید خط نمبر ۳۲ ج ۴ص ۳۷۸)

موصوف کی تبلیغ سے وابستگی کا یہ عالم ہے فرماتے ہیں :تبلیغی جماعت کے ممبر سے امارت واطاعت کے واقعات سنانا جماعت کی اسی (۸۰) نوے(۹۰) سالہ تاریخ کا شاید پہلا حادثہ ہے۔(اھ۔صفحہ۸۲) حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سعیداحمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ وفاق صاحب کے نزدیک گزشتہ اسی (۸۰) نوے(۹۰) سالہ تاریخ میں شاید تبلیغ اور تبلیغ کے ممبر سے وابستہ نہیں رہے۔

(۱۳)اشکال- لوگوں کومسجد کوآگ لگانے پر اکسانا

سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کے صفحہ۲۰ پر موصوف رقم طراز ہیں : مسجدوں کوآگ لگادینے پر اکسانا یہ تو درجہ انسانیت سے بھی گری ہوئی چیز ہے جگہ جگہ واردات خصوصا بنگلہ دیش کا سانحہ اسی فکر کا نتیجہ ہے اھ۔

کتنی بے شرمی کی بات ہے جو شخص لاکھوں عقدت مندوں کو بلکتا ہوا چھوڑ کر مٹھی بھر طلبہ کے سڑکوں پر عامیانہ انداز میں ہنگامہ کرنے کی وجہ سے انتشار سے بچنے کے لیے صبر کی تلقین کر کے اجتماع چھوڑ کر واپس آ گیا ہو،اس کو آگ لگانے پر اکسانیوالا قرار دیا جارہا ہے اس شخص نے اکسا کر نہیں بلکہ پوری دنیا کو اپنے صبر سے فتح کیا ہے۔مولانا کی اس صفت پر پوری دینا حیران ہے، کہ اپنے مخالفین کے بارے میں کبھی زبان نہیں کھولی، بلکہ اپنے رفیق وفریق میں کبھی فرق نہیں کیا۔

(۱۴)اشکال۔انبیا کرام علیہم الصلو والسلام کی شان میں گستاخی

کسی کو انبیا کرام علیہم الصلو ۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرنے والا بنا دینا موصوف کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

پتہ نہیں مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ اگر موصوف کے ہاتھ لگ جاتا تو کیا فتوی لگتا؟:

جب کفار کے ساتھ اللہ تعالی کا اتنا علاقہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جب انتہائی مشقت سے پہلے، بد دعا کردی تو ان کو مچھلی کے پیٹ میں رکھ کر سزا دی،تو مومنین کے ساتھ کس قدر علاقہ ہوگا؟ (روشن صفحہ ۲۷)

(۱۵)اشکال-اللہ تعالی کی قدرت کی نفی کرنا

موصوف،مولانا کے اس جملہ پر کہ کائنات کی شکلوں کے ساتھ وعدے بھی نہیں،قدرت بھی نہیں،تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کائنات سے اللہ کی قدرت کی نفی کرنا اسلامی عقیدے کے سراسر خلاف ہے۔آپ بتائیں کہ یہ اسلام ہے یا سراسر کفر ہے؟ اللہ تعالی کی قدرت کاملہ شاملہ کے سلسلہ میں جتنی آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ ہیں، یہ صراحتاً ان کا انکار ہے اس اقتباس کو پڑھیں،اور غور فرمائیں کہ کیا اکابر دیوبند کا اندیشہ صحیح نہیں تھا؟اھ۔(صفحہ ۲۴)

تبلیغ والوں کا کوئی بچہ بھی اس جملہ کا یہ مطلب نہیں نکال سکتا،سوچنے کی بات ہے کہ جو جماعت: کائنات میں سب سے زیادہ اللہ کی قدرت کو بیان کرتی ہو ان کے قائد کے اس جملہ کا یہ مطلب کوئی ادنیٰ سمجھ رکھنے والا بھی نکال سکتا ہے؟ کیا کہنے آپ کی تبلیغ سے وابستگی کے،عجیب متضاد الزامات ہیں ایک طرف اسباب کے انکار کا الزام ہے دوسری طرف قدرت کے بھی انکار کا الزام لگا دیا۔

حضرت!اس جملہ کا یہ مطلب ہے کہ قدرت شکلوں کے ساتھ نہیں یعنی قدرت شکلوں کی محتاج نہیں مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی چاہیں تو ہواوں میں فضاں میں کھیتیاں اگادیں،کھیتیوں کے اگانے میں اللہ تعالی زمین کے محتاج نہیں۔

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ
(سورة يس، الآية:۸۲)

ترجمہ: ''اس کا معاملہ تو بس یوں ہے کہ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ (فورا) ہو جاتی ہے''۔

(۱۶) اشکال۔ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہدایت نہیں۔ نعوذ باللہ

اسی طرح کی حماقت کے نشے میں ایک جملہ اور چل رہا ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہدایت نہیں ہے، کیا کوئی مسلمان یہ بات کہہ سکتا ہے؟ کیا ساری دنیا اور لاکھوں علماء ایک کافر کے پیچھے چل رہے ہیں؟ کیا عقل کا استعمال بالکل بند ہو گیا ہے؟ وہ تو اللہ تعالی جزا خیر دے مفتی فخر الاسلام صاحب دامت برکاتہم مفتی دارالعلوم دیوبند کو کہ انھو ں نے احمقوں کو کچھ عقل کی گولیاں دے دیں۔ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں یہ استفتاء بھیجا گیا کہ مولانا محمد سعد صاحب یہ کہتے ہیں کہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس کے جواب میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی فخر الاسلام صاحب دامت برکاتہم نے لکھا کہ پورا بیان یکسوئی سے اگر سن لیا جاتا تو یہ مسئلہ خود ہی واضح ہو جاتا، اس سلسلہ کا مکمل فتوی دارالعلوم دیوبند کی ویب سائٹ پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ (FATWA ID:018 022/L=1/1438) لیکن معاف کیجیے گا تعصب کی آگ میں جلنے والوں کی عقل کام نہیں کرتی۔

اسباب کے انکار کا مطلب

اور کائنات کی شکلوں کے ساتھ وعدہ نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی کا یہ وعدہ نہیں کہ تم زیادہ کماوگے تو زیادہ مال دیں گے کم کماوگے تو کم مال دیں گے زیادہ مال ہوگا تو زیادہ مسائل حل ہوں گے کم مال ہوگا تو کم مسائل حل ہوں گے وغیرہ، بلکہ اللہ تعالی کے وعدے صفات واعمال کے ساتھ ہیں۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ

مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ (سورة الأعراف، الآية:٩٦)

ترجمہ: اگر یہ بستیوں والے ایمان لے آتے ،اورتقوی اختیار کر لیتے۔تو ہم ان پر آسمان اور زمین دونوں طرف سے برکتوں کے دروزے کھول دیتے ؛لیکن انھوں نے (حق کو جھٹلایا۔اس لیےان کی مسلسل بدعملی کی پاداش میں ہم نے ان کواپنی پکڑ میں لے لیا)

وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا (2)وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (3)(سورة الطلاق، الآيات: ٢-٣)

اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا ،وہ اس کیلیے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کرے گا اوراس کوایسی جگہ سے رزق دے گا، جہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہو۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهٗ مِنْ أَمْرِهٖ يُسْرًا(سورة الطلاق، الآية:٤)

اور جوکوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے کام میں سہولت پیدا کردے گا۔

وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ(سورة الطلاق، الآية: ٣)

اور جوکوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے۔

وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورة آل عمران، الآية:١٣٩)

اگر تم واقعی مومن رہو تو تم ہی سر بلند رہو گے۔

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وغیرہ قرآن وسنت میں جتنے وعدے دنیا وآخرت کے اعتبار سے کیے گئے، سب اعمال وصفات پر کیے گئے اسباب پر کوئی وعدہ نہیں ہے، یہاں تک کہ کھانے سے پیٹ بھر جائیگا اس کا بھی وعدہ نہیں ہے، چنانچہ اسباب میں تخلف ہوسکتا ہے لیکن اللہ کے وعدے میں خلاف ورزی نہیں ہوسکتی پھر کتنی بد نصیبی کی بات ہے کہ اسباب پر بھروسہ کیا جائے وعدوں پر نہیں صرف اتنی بات سمجھائی جارہی ہے اور یہی وہ بنیاد ہے، جس نے آج کڑوڑوں لوگوں کو اپنے محبوب مشاغل سے، وقت فارغ کر کے اللہ کے دین کو پھیلانی کے لئے دنیا میں پھرنیکا حوصلہ دیا ہے، آدمی اپنے محبوب مشاغل کو دین کے لیے کئی کئی ماہ کے لیے چھوڑ دے یہ کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے، یہ جب ہی ہوسکتا ہے، جب اسباب کا، کائنات کی شکلوں، اور نقشوں کا یقین، دل سے نکل جائے جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی سے واضح ہے، یہ سب بس اسی کی کوشش ہے، لیکن کیا بتائیں صارت الممادح مذام۔ اسباب کا کلی ترک کرانا مقصود نہیں، کوئی بتائے کہ مولانا محمد سعد صاحب نے کس کو مشورہ دیا کہ تم اپنے کاروبار کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دو۔ دعوت وتبلیغ کے اہم موضوعات میں سے ہے کہ توحید خالص اور خدائے وحدہ لا شريك له کی عظمت اور اس کی قدرت کو بیان کیا جائے، ظاہر ہے جب خدا کی قدرت کا تذکرہ آئے گا تو کائنات کی ہر شئے بے حیثیت معلوم ہوگی۔

اس سلسلہ میں حضرت مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: خدا کے وعدوں کی ابدی صداقت اور سنۃ اللہ کی ہمہ گیری کا مضمون اپنی پوری ایمانی قوت اور اپنے والہانہ اندازِ بیان میں فرماتے، تو سننے والے اتنی دیر کے لیے اس حواس و مادہ پرستی کی دنیا سے منتقل ہو کر ایمان بالغیب کی دنیا میں پہنچ جاتے، اور اسباب ومسببات کا سلسلہ اور مقدمات ونتائج کا ربط وتعلق اتنا بے کار و بے حقیقت نظر آنے لگتا تھا، کہ ہم جیسے مدرسی لوگوں کو بعض اوقات اس کی فکر پیدا ہوجاتی تھی کہ کہیں یہ دعوت سننے والوں میں ترکِ اسباب اور تجرد و رہبانیت کا رجحان نہ پیدا

کردے۔(پرانے چراغ ج۳صفحہ۴۷)

اب اس سلسلہ میں یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ خدا کی قدرت کے بیان سے اسباب کی بے حقیقتی کا سمجھ میں آنا جو عین ایمان ہے وہ سراسر قابل اشکال کیوں لگنے لگا،اس کی وجہ دماغ میں اسباب کی اہمیت کا حد سے زیادہ پیوست ہوجانا ہے، اس سلسلہ میں حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی چند سطریں گرہ کشائی کے لیے کافی معلوم ہوتی ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم جیسے لوگ جن کا دماغ اسباب ومسببات کے باہمی تعلق سے کبھی آزاد نہیں ہونے پاتا اور جو مادی سعی وجہد کو بھی دین وشریعت میں ایک مقام دیتے ہیں، اورانسان کواپنی سعی کا مکلّف ومامور سمجھتے ہیں،اوراس عالمِ اسباب میں مسلمانوں کی پست ہمتی اور بے عملی کوان کے زوال کا ایک سبب قرار دیتے ہیں، وہ کبھی مولانا کے اس طرز کی کامیابی کے ساتھ نقل نہیں اتار سکے،اوران کے ذہن نے عین ان مجالس وعظ میں بھی اپنا کام کرنا نہیں چھوڑا؛ لیکن ہم کواس کا صاف اعتراف ہے، کہ ان کی اس دعوت ایمانی نے وہ نتائج پیدا کیے،جن سے ہماری متوازن ومعتدل دعوتیں (جن کی عصر حاضر کے حقائق پر نظر ہے) قاصر ہیں،اورصاف اندازہ ہوا کہ

لاکھ حکیم سربجیب ایک کلیم سربکف اھ۔

خلاصہ یہ نکلا کہ اسباب کا یقین نکالنا مقصود ہے اسباب کو چھڑوانا مقصود نہیں، کشتی پانی کے اوپر چلنی چاہیئے، لیکن پانی کشتی کے اندر نہیں آنا چاہئے، ورنہ ڈوب جائیگی۔حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ ہے: اسباب کا نہ کرنے والا زندیق ہے پھر اسباب پر نظر رکھنے والا مشرک ہے اھ۔(ارشادات صفحہ ۱۰۶)

(۱۷)اشکال-اسلام تلوار سے پھیلا ہے

مولانا کے اس قول میدان قتال میں بھی تلوار کلمہ پڑھوانے کے لیے ہے، قتل کرنے کے لیے نہیں موصوف بہت صدمہ میں ہیں فرماتے ہیں کہ اس سے تو دشمنان اسلام کے اس پروپیگنڈہ کی تصدیق ہوتی ہے اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے۔

جناب عالی یہ مطلب نہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تلوار بھی اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ہے، اور کسی مقصد کے لیے نہیں۔

مشہور حدیث ہے:

"أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله، وأن محمدا رسول الله"(رواه البخاری والمسلم)

ترجمہ: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان لوگوں سے اس وقت تک قتال کروں جب تک یہ لا اله الا الله نہ کہہ دیں''

دوسری حدیث ہے:

"من قاتل لتكون لكلمة الله هی العليا، فهو فی سبيل الله"(ابوداؤد،سنن الترمذی)

ترجمہ: ''جس نے اس مقصد کے لیے قتال کیا کہ اللہ کا دین بلند ہو جائے تو وہ اللہ کے راستے میں ہے''۔

معلوم نہیں کہ موصوف کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے غزوات اگر اس مقصد کے لیے نہیں تو پھر کس مقصد کے لیے ہوتے تھے۔

(۱۸) اشکال-مدد کے لیے فرشتوں کے اترنے کا دعوی

مولانا کے ملائکہ کی مدد کے بارے میں بھی یقین کے ساتھ کہنے پر موصوف حیران ہیں کہ مولانا کے اس طرح کے یقینی دعوی کا ذریعہ آخر کیا ہے؟

اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ بات وہی سمجھ سکتا ہے جس کو اپنی نظر سے زیادہ اللہ کی خبر پر یقین ہو جب قرآن میں آ گیا:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (30) نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا
مَا تَدَّعُونَ (سورة فصلت، الآيات: ۳۰-۳۱)

ترجمہ: ''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر بیشک فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اتریں گے کہ: نہ کوئی خوف دل میں لا، نہ کسی بات کا غم کرو، اور اس جنت سے خوش ہو جا جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۳۰) ہم دنیا والی زندگی میں بھی تمہار یساتھی تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ اور اس جنت میں ہر وہ چیز تمہاری ہی لیے ہے جس کو تمہارا دل چاہے، اور اس میں ہر وہ چیز تمہاری ہی لیے ہے جو تم منگوانا چاہو۔ (۳۱)

تو اب اس میں شک کی کیا گنجائش رہ گئی؟ کاش موصوف کیدل میں بھی ایمان کی کوئی چنگاری ہوتی۔

حاشیہ ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

کہ مطلب یہ ہوگا کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق رہے ہیں کہ اللہ کے حکم سے باطنی طور پر تمہاری اعانت کرتے تھے۔

وفاق موصوف یہ سوال بھی کرتے ہیں: کہ مولانا کے اسطرح کے یقینی دعوے کا ذریعہ آخر کیا ہے؟ کچھ نہیں، بس اللہ کی خبر پر پکا یقین اس یقینی دعوے کا ذریعہ ہے۔

نیز حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام تو یہاں تک بتا رہا ہے کہ فرشتے صرف مدد ہی نہیں بلکہ مدد کی خبر بھی الہام کر دیتے ہیں، اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ کر امکان ظاہر کرتے ہیں الہام ہی کیا، باقاعدہ بالمشافہ فرشتے بتا دیتے ہوں کہ ہم تمہاری مدد کرتے ہیں۔

ان کا کلام ملاحظہ ہو: گویا فرشتے یہ قول ان کے دلوں میں الہام کرتے ہیں اوران کی ہمت بندھاتے ہیں۔

ہوسکتا ہے وفاق موصوف کوبھی اس بات کا یقین ہو کہ واقعی فرشتوں کا مختلف وجوہات سے اترنا اور مدد کرنا قرآن وسنت میں ہے، لیکن اورنگ آباد کے اجتماع میں ایمان کی دعوت کی نسبت پر جمع ہونا فرشتوں کی مدد کا ذریعہ ہے کہ نہیں؟ تو اس سلسلہ میں مذکورہ بالا آیت کی شرح میں حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

فرماتے ہیں: کہ جب علم کے لیے فرشتے آتے ہیں اور برکت حاصل کرنے کے لیے اپنے پروں کو اسکے پیروں پر ملتے ہیں اور جب ذکر کی وجہ سے فرشتے آتے ہیں، تو پھر ایمان کی دعوت پر فرشتے کیوں نہ جمع ہوتے ہونگے؟ ایمان تو علم سے پہلے ہے، ایمان کے بعد علم کا درجہ ہے، ایمان کے بعد تو ذکر کا درجہ ہے، ایمان تو بنیادی چیز ہے اھ۔(مواعظ جلد۳ صفحہ ۲۴۹)

حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت میں فرشتوں کے نزول کے سلسلہ میں حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔ ملائکۃ؛ یہاں ملائکۃ، نہیں کہا الملائِکۃ کہا، حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے الف لام استغراق کا ہے اور وزن منتھی الجموع کا ہے۔ بتلایا کہ ایک فرشتہ نہیں اتریں گے اور نہ متعین فرشتہ اتریں گے تتنزل علیھِم الملائکۃ فرشتوں کی جماعت کی جماعت یعنی کھیپ درکھیپ اتریں گی۔(مواعظ جلد۳ صفحہ ۲۵۰)

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں اجتماع کی کارگزاری بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: جے پور کے سفر میں (جیسا کہ عادت الہیہ ہمیشہ سے اس سفر کے اٹھنے پر جاری ہیں) اندرونی حالت تو یہ رہی جو تحریر وتقریر میں نہیں آسکتی کہ اپنی حیثیت، اپنی طاقت، اور اپنی اہلیت سے بالکل الگ شریعت، طریقت، حقیقت گویا آنکھوں کے سامنے تھیں، اور نصرت غیبیہ کا ظہور، اور رحمت الٰہیہ کا نزول، گویا ایسا محسوس ہوتا تھا، جیسے حسیات محسوس ہوا کرتی ہیں، ظاہری حالت یہ تھی کہ بیسیوں بیسیوں کوس سے چوطرف ہر ہر طبقہ کے

لوگ جوق در جوق ذوق لیے چلے آرہے تھے، اور اس کے ضروری ہونے کو تسلیم کرتے تھے اھ۔ (ارشادات صفحہ ۱۶۵)

ہوسکتا ہے کہ اس مکتوب سے موصوف کا یہ اشکال بھی کسی حد تک رفع ہو جائے کہ مولانا عوام کی اس طرح کی بھیڑ بھاڑ کو اپنے حق پر ہونے اور اللہ کی مدد کا ذریعہ کیسے سمجھ رہے ہیں، کوئی سنجیدہ شخص اس طرح کے مضامین ہرگز بیان نہیں کرسکتا، کیا اکابر اور بانیان تبلیغ سے ایسی باتیں منقول ہیں اھ۔ وغیرہ۔

باقی رہی یہ بات کہ ان سب باتوں سے مقصود اترانا ہے کہ شکرانہ، یہ فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا، لیکن چوں کہ ہم مولانا کو مؤمن سمجھتے ہیں اور مؤمن کے بارے میں آتا ہے:

عَجَبًا لأمرِ المؤمِنِ إِنَّ أمره كله له خَيرٌ، وليس ذلِك لِأحد إلا للمؤمِن: إِن أصابته سرَّاء شكر، فكان خيرًا له، وإِن أصابته ضرَّاء صَبَرَ فكان خيرا له (رواه مسلم، كتاب الزهد)

ترجمہ: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے درحقیقت اس کی تو ہر حالت اچھی ہے، مومن کے لیے ہی یہ بات ہے کہ اگر اسے خوش حالی نصیب ہو پھر وہ شکر کرے تو یہ بھی اس کے لیے بہتر (قابل اجر) ہے اور اگر اسے نقصان دہ معاملہ پیش آئے اور صبر کرے تو بھی اس کے لیے بہتر ہے۔ (اس پر بھی اسے اجر وثواب ملے گا)

اس وجہ سے ہم تو اس کو شکر پر ہی محمول کریں گے ویسے بھی مؤمن کے ساتھ حسن ظن کا حکم ہے، لیکن چوں کہ موصوف کو مولانا کے ایمان کے بارے میں شدید خدشات ہیں، کیوں کہ وہ ان کی بعض باتوں کو سراسر کفر قرار دے چکے ہیں، اس وجہ سے ان کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ اس کو اترانے پر محمول کریں؛ کیوں کہ آدمی غیر ممن کے ساتھ حسن ظن کا مکلّف نہیں۔

(۱۹)اشکال-اللہ تعالیٰ کے احکام کوفطری تقاضوں کے خلاف قرار دیدیا

موصوف کے نزدیک مولانا کا یہ کہنا کہ اللہ کے احکام فطری تقاضوں (کھانا، پینا، سونا اور جماع وغیرہ کے تقاضوں) کے خلاف ہیں یہ جمہور اہل اسلام کے مذہب کہ اسلام کے احکام فطرت کے مطابق ہیں کے خلاف ہے۔

موصوف کوشاید معلوم نہیں کہ یہاں فطرت سے مراد فطرت ایمانی یعنی توحید خالص کا عقیدہ ہے اس سے کھانا پینا سونا جماع وغیرہ مراد نہیں ہے۔

قال الله تعالی:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (سورة الروم، الآية:۳۰)

ترجمہ: ''لہٰذا تم یک سو ہوکر اپنا رخ اِس دین کی طرف قائم رکھو۔ (اور) اللہ کی بنائی ہوئی اس فطرت پر چلو، جس پر اس نے تمام لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

واضح رہے کہ نفس حوائج بشریہ فطرت نہیں ہیں، ورنہ تو یہودیت نصرانیت اور مجوسیت فطرت کے خلاف نہ ہوتی بلکہ ان حوائج بشریہ کے پورا کرنے میں ایمانی تقاضہ کی وجہ سے احکام خداوندی کا پابند ہونا فطرت ہے۔غور تو فرمائیں: فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا میں، دین پابندی کا نام ہے یا آزادی کا۔حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دین کی حقیقت ہے جذبات کواللہ کے اوامر کا پابند کرنا اھ۔(ملفوظات نمبر۱۵۰)

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فطری تقاضوں کے بجائے خواہشات نفسانی کی تعبیر زیادہ مناسب ہے۔ویسے تو موصوف کا علم اتنا وسیع ہے کہ بہت سی جگہ مولانا کی کم علمی کی شکایت کرتے نظر آئے ہیں۔

(۲۰)اشکال-الگ الگ پلیٹوں میں کھانے کو یہودیوں کا طریقہ قرار دینا

موصوف مولانا کے، الگ الگ پلیٹوں میں کھانے کو یہودیوں کا طریقہ قرار دینے پر

بھی بہت سخت ناراض ہیں، اور اس کو بڑی جرأت اور جہالت قرار دیا ہے، اور اس کو تمام مسلمانوں میں رائج طریقہ قرار دیا ہے۔

پتانہیں موصوف کن مسلمانوں کے بیچ میں رہتے ہیں ہم نے تو مرکز نظام الدین سے لے کر مدارس کے طلبہ تک کو ایک ہی پلیٹ میں کھاتے ہوئے دیکھا ہے، شاید موصوف کے نزدیک، یہ سب مسلمانوں سے خارج ہیں، سمجھ میں نہیں آیا کہ یہودیوں کی تنقیص سے موصوف کو اتنا زیادہ غصہ کیوں آ گیا۔

اس سلسلہ میں وفاق موصوف نے حدیث اور شرح حدیث کے سلسلہ میں مولانا کو بالکل ناواقف اور جاہل قرار دیتے ہوئے علماء کو متوجہ کیا کہ لعلکم تفترقون والی حدیث ابوداد میں موجود ہے اس کی شرح بذل المجهود میں دیکھی جا سکتی ہے؛ لیکن جب اس حدیث کی شرح بذل المجهود میں دیکھی، تو تعجب یہ ہوا کہ وفاق موصوف کے ایک پلیٹ میں کھانا کھانے کے معنی کو غلط قرار دینا مذکور نہیں تھا، خدا جانے موصوف نے شرح حدیث میں بذل المجھود کے الفاظ کلوا مجتمعين ولا تاكلوا متفرقين سے ایک دسترخوان پر الگ الگ پلیٹوں میں کھانا کیسے سمجھ لیا؟ اس کے برخلاف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

"فقد روى أبو يعلى في مسنده، وابن حبان، والبيهقي، والضياء، عن جابر رضي الله عنه مرفوعا: أحب الطعام إلى الله، ما كثرت عليه الأيدي، وروى الطبراني عن ابن عمر رضي الله عنه موقوفا: طعام الاثنين، يكفي الأربعة، وطعام الأربعة يكفي الثمانية، فاجتمعوا عليه ولا تفرقوا (مرقاة رقم ۴۲۵۲ صفحه ۸۱ ج ۸)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فالاجتماع على الطعام وتكثير الأيدي عليه سبب

للبركة (فيض القدير رقم١٦٩)

ان عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ ایک برتن میں زیادہ لوگوں کا ایک ساتھ کھانا، برکت کا سبب ہے۔

جب اس سلسلہ میں احادیث نبویہ ﷺ اور شروحات کو دیکھا گیا، تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک طریقوں میں ایک ہی برتن میں بہ یک وقت دس دس افراد کا، اوراس سے کم زیادہ افراد کا، ایک ساتھ کھانا بکثرت منقول ہے، دیکھئے حیاۃ الصحابہ جلد ٣ سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت۔

اسی طرح مشکوۃ حدیث نمبر ٤٢١٠ پر ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی ﷺ مرفوعا: أنه أتی بقصعة من ثرید فقال: کلوا من جوانبها، ولاتأکلوا من وسطها، فإن البرکة تنزل فی وسطها (رواه الترمذی،وابن ماجه،الدارمی، وقال الترمذی: حسن صیحح)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے ثرید کا ایک پیالہ لایا گیا، اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا کناروں سے کھاو، درمیان سے نہ کھا اس لیے کہ برکت درمیان میں نازل ہوتی ہے''۔

مشکوۃ حدیث نمبر ٤٢٥٠ پر ہے:

عن عبدالله بن بُسر رضی الله عنه: قال: کان للنبی ﷺ قصعة یحملها أربعة رجال، یقال لها: "الغراء" فلما أضحوا،و سجدوا الضحی، أتی بتلك القصعة، وقد ثرد فیها فالتفوا علیها، فلما کثروا، جثا رسول

اللهِ صلى الله عليه وسلم(رواه ابو داود)

ان روایات میں ایک برتن کی صراحت بھی موجود ہے۔

حتی کہ ایک کوڑھ کے مریض کو بھی اپنے برتن میں شامل کر لینا جناب رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے:

عن جابرِ بنِ عبدِ اللهِ رضى الله عنهما ، أن رسول اللـهِ صلى الله عليهِ وسلم أخذ بِيدِ مجذوم فأدخله معه فِى القصعةِ "، ثم قال:"كل بِسمِ اللهِ ثِقة بِاللهِ وتوكلا عليه (ترمذى شريف ابواب الطعمه، باب ماجا فى الكل مع المجذوم)

ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ پیالے میں داخل کیا، پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر اس پر بھروسہ رکھتے ہوئے اور توکل کرتے ہوئے کھاو نیز شارح حدیث ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پاک كلوا من جوانبها ودعوا ذِروتها يبارك فيها (مشکوۃ۔حدیث نمبر۴۲۵۱) کے تحت كلوا من جوانبها پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ہر ایک اپنی اپنی طرف سے برتن میں سے کھائے۔(مرقاۃ ج۸ص۸۱)

کیا الگ الگ برتن میں ایک دسترخوان پر کھانے کی صورت میں وضاحت کی ضرورت تھی؟ کہ اپنی طرف سے کھائے۔

ہوسکتا ہے وفاق موصوف نے اللہ تعالی کے ارشاد ليس عليكم جناح أن تأكلوا جمِيعا أو أشتاتا (سورة النور، الآية:٦١) ترجمہ: '' کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھانا کھایا جدا جدا۔) سے یہ سمجھا ہو کہ جب اللہ تعالی نے خود فرمادیا کہ ایک ساتھ کھایا الگ الگ۔تو

اب مولانا محمد سعد صاحب الگ الگ کھانے کے مقابلہ میں ایک ساتھ کھانے کی ترغیب کیوں دے رہے ہیں؟ تو اس سلسلہ میں وفاق صاحب کو اس آیت کے شان نزول اور مفسرین کے اقوال ضرور دیکھنے چاہئے۔جس سے یہ بات سمجھ میں آجائیگی کہ اگر کوئی آدمی یہ سوچ کر کہ جب تک کوئی شریک نہ مل جائے اکیلے کیسے کھائے؟ اسکو اجازت ہے کہ وہ اکیلے بھی کھا سکتا ہے۔معلوم ہوا کہ آیت کے صحیح محمل سے بھی وفاق موصوف کے نظریہ کی کوئی تائیدنہیں ہے۔

کھانے میں چھوت چھات کا دخل ہونا،اونچی ذاتوں کا نیچی ذاتوں کے ساتھ ایک کھانے پر جمع نہ ہونا، یہ دستور بہت سی مشرک قوموں کا رہا ہے۔ہندوستان میں تو یہ دستور آج تک زندہ ہے۔مصر قدیم میں بھی رہ چکا ہے۔آیت میں اس عقیدہ باطل کی بھی تردید کی طرف اشارہ ہے۔دیکھئے ترجمہ مولانا عبدالماجد دریابادی۔

بظاہر وفاق موصوف کے دل دماغ پر ہندوستان کا یہ دستور آج بھی قائم ہے۔اس لیے ان کو توایک ہی برتن میں کھانا چاہئے عام مسلمانوں کی پلیٹ میں ہی۔

نیز تلاش بسیار کے باوجود ابھی تک کوئی ایسی روایت نہ مل سکی جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک دسترخوان پر الگ الگ پلیٹوں میں کھانا ثابت ہو۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محمد سعد صاحب کی مخالفت کے در پردہ نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریقہ عمل سے امت کو ہٹانے کی کوشش کی جارہی ہے۔اور احادیث وشروحاتِ احادیث کا نام لے کر غیروں کے طریقوں کی بیجا تائید کی جارہی ہے۔

(۲۱) بے حوالہ تفسیر کا اشکال

موصوف نے بہت سے مقامات پر مولانا سے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ کسی تفسیر کی کتاب میں دکھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے نزدیک کسی تفسیر کے صحیح ہونے کے لیے کسی تفسیر کی کتاب میں ہونا بھی شرط ہے؛ لیکن یہ مطالبہ نقلا وعقلا دونوں طرح سے قابل غور ہے،عقلا تو

اس وجہ سے کہ جس تفسیر کا بھی حوالہ دیا گیا، اس تفسیر والے سے بھی مطالبہ ہوگا کہ تم بھی کسی تفسیر کی کتاب میں دکھائیں ھکذا الی آخرہ کیوں کہ بہرحال غیر معصوم ہونے میں سب برابر ہیں، اوراس سے تسلسل لازم آتا ہے جو کہ باطل ہے۔اور نقلا اسوجہ سے کہ تفسیر کے صحیح ہونے کی شرائط میں ہمارے علم کے اعتبار سے تو کسی نے یہ شرط بیان کی نہیں، بلکہ یہ شرط علماء کے اس نظریہ کے خلاف ہے کہ علوم قرآن، بحرنا پید کنار ہیں، جتنا آدمی اس میں غور کریگا اتنے ہی نئے نئے معانی نکلیں گے؛

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک کہا ہے: کہ

''(۱) یہ ضروری نہیں کہ اگلوں نے جو کچھ قرآن وحدیث سے مستنبط کیا ہے وہ صحیح یا راجح ہو، بلکہ بعد کے علماء کے استنباط بھی صحیح یا راجح ہوسکتے ہیں۔(رحمۃ اللہ الوسعہ، جلد اول صفحہ ۱۵۴)

''(۲) اسی طرح بعض علماء نے آیات واحادیث کی جو تفصیل وتفسیر کی ہے، ضروری نہیں کہ وہ دوسروں کی تفصیل وتفسیر سے زیادہ قابل قبول ہو، علم پر کسی کی اجارہ داری نہیں اور فوق کل ذِی عِلم علِیم ایک مسلمہ حقیقت ہے۔(رحمۃ اللہ الوسعۃ جلد اول صفحہ ۱۵۴)

البتہ ان کے صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ علوم قرآن وسنت سے میل کھاتے ہوں، اس سلسلہ میں کچھ تفسیریں تو اکابر کے کلام میں گزر چکی ہیں یہاں حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صرف ایک ایک تفسیر نقل کی جاتی ہے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (سورة آل عمران، الآية:١١٠)

ترجمہ: ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لیے وجود

میں لائی گئی ہے۔تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہواللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

کی تفسیر خواب میں القا ہوئی کہ تم یعنی امت مسلمہ مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو(اوراس مطلب کواخرِ جت سے تعبیر کرنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک جگہ جم کر کام نہ ہوگا بلکہ در د بدر نکلنے کی ضرورت ہوگی (تمہارا کام امر بالمعروفِ اورنهی عنِ المنکرِ ہےاس کے بعد تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ فرما کر یہ بتلایا گیاہے کےاس امر بالمعروفِ سے خودتمہارے ایمان کوترقی ہوگی۔(ورنہ نفس ایمان کاحصول تواِنْ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ ہی سے معلوم ہو چکا ہے)۔(ملفوظات نمبر۵۰)

ہلالین کے درمیان کے اضافات یا تو ناقل ملفوظ مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں یا مرتب ملفوظات مولانا منظورنعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آج محنتوں کا رخ حق تعالی شانہ کی مدد کے اصول پر نہیں، بلکہ ان کو چھوڑ کر رواجی طریقوں پر ہے،حق تعالی شانہ مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں،اور رواج پر سے محنتیں ہٹا کر اللہ کی مدد کے اصولوں پر لے آئیں تو یہ وعدہ ہے۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ (سورة البقرة، الآية:۲۴۹)

ترجمہ: ”جنہیں اللہ سے ملنے کا یقین تھا کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے۔اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے“۔(مجموعہ صفحہ۲۸-۲۹)

خدا جانے مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس آیت کو تبلیغی محنت کے سلسلہ میں فٹ کرنے پر وفاق موصوف کیا فتوی لگائیں گے۔

مولانا عبیداللہ بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے سب سے پہلے قرآن پاک

اٹھایااورمیں نے اس رسالہ کا نام رکھا اَلآیَاتُ الَّتِیْ تَدُلُّ علی الدعوۃ التبلیغ وہ آیتیں قرآن کی جو دعوت تبلیغ پر دلالت کرتی ہیں اور نشان بتاتی ہے پتہ بتاتی ہے یہ رسالہ کا نام رکھا اور جمع کرنا شروع کیا۔(مواعظ ج صفحہ۴۳)

مولانا عبیداللہ صاحب کا مذکورہ بالا اقتباس بتارہاہے کہ مولانا نے قران مجید میں غور کرکے دعوت وتبلیغ کے معانی پر دلالت کرنے والی آیات کو رسالہ کی ترتیب پر جمع کردیا تھا اور نام بھی رکھ دیا تھا۔

وہ رسالہ معلوم نہیں طبع ہوا کہ نہیں؟ ورنہ وفاق موصوف ہر آیت کے ذیل میں بیان کیے گیے معانی کے بارے میں پریشان ہوکر پوچھتے پھرتے کہ کس تفسیر کی کتاب میں یہ بات ہے؟ حوالہ دو؛ کیونکہ وفاق موصوف کے نزدیک کسی بھی تفسیر کے صحیح ہونے کے لیے کسی تفسیر کی کتاب میں ہونا ضروری ہے۔

(۲۲)اشکال-جدید آلات کے ذریعہ دعوت دینے سے ذمہ داری ادانہیں ہوگی

موصوف کومولانا کی اس بات پر بھی اشکال ہے: دیکھو جتنے بھی دنیا میں نشرواشاعت کے ذرائع ہیں،آپ جانتے ہیں مجھے ان کے نام گنانیکی ضرورت نہیں۔(ٹی وی/ ریڈیو/ واٹسپ/ انٹرنیٹ/ اخبار اشتہار وغیرہ) یہ تمام ذرائع اگر سوفیصد دین کی دعوت کو امت تک پہنچانے کے لیے استعمال کرلیے جائیں،تب بھی خدا کی قسم ذمہ داری ادانہیں ہوگی اھ۔ (صفحہ۷۴)

بڑے تعجب کی بات ہے ان ذرائع سے ذمہ داری کا ادانہ ہونا،اور غیر ضروری ہونا تو دور کی بات،اس کا نقصان دہ،اور مضر ہونا،اہل تبلیغ میں سے شاید کسی عامی شخص پر بھی مخفی نہیں، تاریخ تبلیغ اس کی شاہد ہے مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول،تذکرہ مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ صفحہ۱۰۵پر منقول ہے۔اس کام کی تعمیم کیلیے رواجی طریقوں اخبار،اشتہار، پریس وغیرہ اور رواجی الفاظ سے بھی پورے پرہیز کی ضرورت ہے،یہ کام سارا غیر رواجی ہے،رواجی طریقوں سے رواج کو تقویت پہنچے گی اس کام کو نہیں اور موصوف کا مولانا کی مراد، انٹرنیٹ

وغیرہ کے بجائے وعظ تقریر وغیرہ بتانا کتنی بڑی تلبیس ہے، یہ ادنی تامل سے واضح ہے۔اگر وعظ وتقریر مراد ہوتی،تو نام لینے سے پرہیز کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ واضح رہے کہ موصوف کے حوالہ کے مطابق یہ بیان بھی یو کے یعنی انگلینڈ کا ہے۔وہاں کے ماحول کے اعتبار سے معنی کی تعیین کچھ بھی مشکل نہیں اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آڈیو وغیرہ پر سننے کے بہ نسبت خود جاکر ماحول میں بیٹھ کر سننے کی بات الگ ہی ہے۔

(۲۳)اشکال-ایمان والوں کومنافقین سے تشبیہ دینا

موصوف پتا نہیں، ناواقفیت کی وجہ سے، یا جاننے کے باوجود، معاملہ کوسنگین بنانے کے لیے باب تشبیہ میں بار بار بھڑک رہے ہیں کہ ایمان والوں کومنافقین سے تشبیہ دیجارہی ہے، کلب معلم سے تشبیہ دیجارہی ہے وغیرہ حالاں کہ تمثیل محض تفہیم میں تسہیل کے لیے ہوتی ہے ،مشبہ اورمشبہ بہ میں من کل الوجوہ مطابقت ضروری نہیں۔

سب سے خطرناک بات

سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ وفاق موصوف کے مضامین سے یہ بات خوب واضح ہے کہ موصوف مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم کو کافر تک قرار دینے کی جرات کر رہے ہیں،اوراس سلسلہ میں وہ مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم کے بیانات کے اقتباسات سے از خود پہلے کفریہ معنی نکالتے ہیں، پھر فاسق وکافراور انبیا کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرنے والا بناتے ہیں،اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ تمام علماء ومشائخ وفاق موصوف کی تائید کریں۔اس سلسلہ میں وفاق صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ حمیت اسلامی جن علماء کے اندر ہے وہ تو مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم کے افکار ونظریات پر خاموش نہیں بیٹھیں گے، گویا یہ گم شدہ وفاق صاحب ہی حمیت اسلامی کے جذبہ سے سرشار ہیں،اوربس۔

مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم کے سلسلہ میں فسق، بدعت،شرک اور کفر کا نظریہ قائم کرنے کی جرات کرتے کرتے وفاق موصوف اتنے آگے بڑھ گئے کہ جو علماء ومشائخ وفاق موصوف کی طرح مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم کی تضلیل،تسفیہ، تفسیق اور تکفیر نہیں

کررہے ہیں، وہ سب مداہن فی الدین ہیں، آخرت کی جواب دہی سے بے پروا، اورحمیت اسلامی کے جذبات سے بالکل خالی ہیں، اوران کا اندرون لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم کی حقیقت سے اندھا ہے۔ ماضی کے علماء ومشائخ کے جھوٹے جانشین ہیں، اگر ماضی کے علماء ومشائخ ہوتے تو ہرگز موجودہ زمانہ کے علماء کی طرح خاموش نہ بیٹھتے، اس سلسلہ میں وفاق موصوف کی چندسطریں ملاحظہ فرمائیں۔

''ایسی زبوں حالی میں عوام الناس کے عقائدواعمال کے تحفظ کی ذمہ داری امت کے کس طبقے سے متعلق ہوتی ہے؟ ایسے حالات میں علمائے حق کا خاموش بیٹھنا اور لاکھوں عوام کو اپنی نگاہوں کے سامنے گمراہ ہوتے ہوئے دیکھتے رہنا کیا دینی حمیت کے خلاف نہیں؟ کیا عنداللہ مداہنت فی الدین نہیں ہے؟ آج اگر ماضی کے اکابر موجود ہوتے تو کیا وہ خاموشی اختیار کرتے؟ کیا علمائے حق کا متحدومتفق ہوکراس فتنے کا تعاقب کرنا وقت کا اہم فریضہ نہیں؟''

بات یہیں پرختم نہیں ہوئی بلکہ وفاق موصوف ایک قدم اورآگے بڑھ کر دنیا بھر کے ان علماکرام کوسب وشتم، لعن وطعن بھی کرتے ہیں، جو علماءحق حضرت مولانا محمد سعد صاحب کے بارے میں مثبت نظریہ رکھتے ہیں، وفاق فرماتے ہیں: واقعہ یہ ہے کہ ایک کم علم شخص حسب ونسب کی بنیاد پر چندنام نہادعلماء کے تعاون سے کھڑاہوااوراسی نوے سالہ اکابر کی قربانیوں کے نتیجے میں بنی بنائی ایک دینی جماعت پر تسلط حاصل کر کے اپناایک نیاراستہ بنانا شروع کیایعنی مولانا محمد سعدصاحب کوکوئی بھی عالم حق صحیح سمجھتا ہے وہ وفاق موصوف کےنزدیک نام نہادعالم ہے۔

وفاق کی تائید میں کھلم کھلا مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم کو کافر کہنے سے بچنے والے تمام علماءکرام کے سلسلہ میں وفاق موصوف کا نظریہ سمجھنا مشکل نہیں ہے، اللہ کی شان موصوف کومولانا سعد صاحب دامت برکاتہم کی جس بات پراعتراض تھا کہ مولانا کے بیانات سے ایسامحسوس ہوتا ہے کہ وقت کے علماءاور مشائخ جو دعوت کے خاص طریقہ کار سے وابستہ نہیں ہے، وہ دعوت کے فریضے کے تارک ہیں، خود وقت کے تمام علماء اور مشائخ پراس سے سخت الزام صراحتا لگابیٹھے۔

ایک ضروری وضاحت

یہ بات ہمیں معلوم ہے کہ مولانا محمد سعد صاحب ایک انسان ہیں ان سے غلطیاں سرزد ہوسکتی ہیں ؛ بلکہ ہوئی ہیں وہ کوئی معصوم نہیں ہیں، لیکن چند تجربات کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کے بعدِ وضوحِ حق، مولانا کو اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں ادنی تأمل نہیں ہوتا، صرف گرانی اس وقت ہوتی ہے جب یہ محسوس ہو کہ تنقید کی بنیاد محض کام سے حد درجہ عدم مناسبت ہے۔ مولانا کے تقریری وتحریری متعدد رجوع ہماری ان تمام باتوں کے لیے شاہد ہیں۔

ایک عجیب بات

واقعی نام کا اثر آدمی کی ذات پر کتنا پڑتا ہے کہ موصوف نے چوں کہ اپنا نام وفاق علمائے ہند رکھا ہوا ہے اس وجہ سے کہیں کہیں تو موصوف اپنے ذہنی تخیلات کو اہل سنت والجماعت کے مذہب اور عقیدے سے تعبیر فرماتے ہیں۔

کام اس طرح سے ہو کہ کسی کو اشکال نہ ہو

موصوف کے مجموعی گفتگو سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اصلاح وارشاد کا کام اس طرح سے کرنا چاہئے کہ، جس پر کسی کو اشکال نہ ہو اور موصوف کے ذہن میں یہ بھی ہے کہ اکابر ثلثہ پر کسی کو کوئی اشکال نہیں تھا، اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ موصوف کی جماعت تبلیغ سے کس درجہ وابستگی ہے۔

ان کو شاید معلوم نہیں کہ شیخ المشائخ حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات اکابر ثلثہ کے دور ہی میں لکھا گیا۔ اور اصلاح وارشاد کا کام کرنے والوں کو کن حالات سے گزرنا پڑتا ہے، اس کا اندازہ حدیث ذیل سے فرمائیں:

”إِن الإِسلام بدأ غرِيبا، و سيعود غرِيبا كما بدأ، فطوبى لِلغرباءِ قِيل: و منِ الغرباء؟ قال: الذِين يصلِحون ما أفسد الناس من بعدى من سنتى“(رواه الترمذى فى: ۴۱ كتاب الإيمان، باب ما جاء أن

الإسلام بدأ غريبا ..، برقم (٢٦٣٠)، وقال: هذا حديث حسن صحيح)

ترجمہ: ''بے شک اسلام شروع ہوا تھا، تو اجنبی تھا، اور پھر عنقریب اجنبی ہو جائیگا، پس خوش خبری ہے ایسے غربا کے لیے جو اسلام کی وجہ سے اجنبی ہو جائیں۔ پوچھا گیا غرباء کون ہوں گی تو فرمایا: جو میری سنت میں میرے بعد لوگوں کے بگاڑ کی اصلاح کریں گے۔

(۱) حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

حضرت مولانا الیاس صاحب نو اللہ مرقدہ نے جب کام شروع کیا، تو علماء میں سے اکثر نے ان کی موافقت نہیں کی تھی، اور بڑے بڑے علماء کو ان کے کام پر اشکالات تھے؛ لیکن انھوں نے اللہ تعالی کے بھروسہ پر کام شروع فرمایا، اور اشکالات اور اعتراضات سے مرعوب نہیں ہوئے۔ ویسے ہی جب عورتوں میں کام شروع کیا گیا، تو تب بھی اکثر علماء کی طرف سے اعتراضات ہوئے؛ مگر انھوں نے کام شروع کرا ہی دیا۔ کیوں کہ عمومی دعوت ایک مدت دراز سے چھوٹی ہوئی تھی، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پوری تاریخ سامنے نہیں، اور اگر ہے بھی، تو سرسری طور پر پڑھتے ہیں۔

ان کے واقعات سے استنباط کی عادت نہیں، اور بڑے حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ، اور مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبھی قرآن کریم، اور احادیث شریف، اور کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات سے، ایسی چیزیں استنباط فرماتے تھے کہ جو اہل علم کے لیے بالکل نئی ہوتی تھیں، اس لیے ہمارا کام تو اس میں محنت کرتے رہنا ہے، اور اللہ سے مانگتے رہنا کہ حق پر چلائے، اور دعوت کی حقیقت ہم پر کھولے، بعض چیزیں ایسی قیاسی اور اجتہادی ہوتی ہیں، جو سطحی دماغ، اور نظر والوں کی سمجھ میں نہیں آتیں اس لیے ان کو یہ اشکال ہوتا ہے۔ (روشن مکاتب ۳۱۸/ خط نمبر ۳)

حادثات اور جھگڑوں کو دارالعلوم دیوبند سے منسوب کرنے کی کوشش

موصوف نے جگہ جگہ اپنے مضمون میں دارالعلوم دیوبند کا نام لے کر، اور کچھ ایسا انداز اختیار کر کے، کہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ تحریر دارالعلوم دیوبند کے اشارہ پر تیار کی جارہی ہے، پھر اپنے مضمون کو اس جملہ پر ختم کر کے کہ اگر کوئی شخص دین میں تحریف کر رہا ہو، اور اسلام کی غلط ترجمانی کر رہا ہو، تو کیا اس کے مقابلہ میں بھی احتجاج نہیں کیا جائیگا کیا ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرنا، ہماری شریعت ہمیں سکھاتی ہے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ پوری دنیا میں اس عنوان پر جتنے ہنگامے ہو رہے ہیں خاص طور پر بنگلہ دیش میں ان سب کو دارالعلوم دیوبند کی پشت پناہی حاصل ہے، اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ موصوف دارالعلوم دیوبند اور مدارس کے کتنے خیر خواہ ہیں۔

آپسی اتفاق واتحاد کو متاثر کرنے کی کوشش

آخر میں سب سے اہم بات عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ اہل اسلام کے آپس میں اتفاق واتحاد کی اہمیت کسی پر مخفی نہیں اور سابق میں، ہم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کر چکے ہیں کہ آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں، اس دور میں مسلمانوں کے لیے صرف دو پناہ گاہیں ہیں ایک دینی مدارس، دوسری یہ تبلیغی کام اھ۔

لیکن موصوف کی اس تحریر کے ذریعہ سے ان دونوں میں آپس میں دوریاں پیدا کرنے گویا اسلام و مسلمین کو توڑ نیکی ،جیسی خطرناک کوشش کی جارہی ہے، وہ کسی دوسری چیز کا پتہ دیتی ہے، یہ کسی مسلمان کا کام نہیں ہوسکتا، آپ خود ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ اس مضمون میں صحیح باتوں کو بھی کس طرح سے توڑ موڑ کر اس کا غلط مطلب نکال کر آپس میں لڑانے کی کوشش کی جارہی ہے، مسلمان تو اپنے بھائی کی غلط بات کی بھی حتی الامکان تاویل کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس وقت حضرت مولانا محمد سعد صاحب کی کوششوں ان کی فکر وتڑپ اور بے چینی کی برکت سے تیزی سے احیا اسلام کا کام روز افزوں ہے، اس کے ہوتے ہوئے اہل باطل کا بھڑکنا، اور خاص طور پر ان کی ذات کو نشانہ بنانا، بالکل بجا ہے؛ لیکن اگر ہمارا یہ اندازہ غلط ہے اور اس

کا لکھنے والا ان یہودیوں میں سے نہیں ہے۔ جنکو با قاعدہ اسلام و مسلمین میں توڑ پیدا کرنے کے لیے پورا عالم بنا کر بھیجا جاتا ہے بلکہ وہ مسلمان ہے اور مسلمان ہی کے گھر میں پیدا ہوا ہے، اور اس کے دعوے کے مطابق واقعی اس کی تبلیغ سے وابستگی بھی ہے، تو اس سلسلہ کے اکابر تبلیغ کے بعض ملفوظات پیش کرتے ہیں شاید موصوف کی آنکھیں کھلنے کے لیے وہ کافی ہوں۔

(۱) حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند کے طلبہ کی ایک جماعت سے گفتگو کے دوران فرمایا: اساتذہ کے درمیان کچھ نزاعات بھی ہوں تب بھی ادب و تعظیم کا تعلق سب کے ساتھ یکساں رکھنا چاہئے، خواہ محبت و عقیدت کسی کے ساتھ کم، اور کسی کے ساتھ زیادہ ہو؛ لیکن عظمت میں فرق نہ آنا چاہئے، اور دل میں ان کی طرف سے بدی نہ آنا چاہئے، قرآن مجید نے تو ہر مومن کا یہ حق بتایا ہے کہ ان کی طرف سے اپنے دلوں کو صاف رکھنے کی اللہ تعالی سے دعا کی جایا کرے فرمایا:

وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلاًّ لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا (سورة الحشر، الآية:١٠)

ترجمہ: ''اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں ایمان والوں کا کینہ''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

لا يبلغني أحد منكم عن أصحابي شيئا؛ فإني أحب أن أخرج إليكم وأنا سليم الصدر (ابوداد ٤٨٦٠)

ترجمہ: ''تم میں سے کوئی مجھے ایک دوسرے کی نہ پہنچایا کرے، میں چاہتا ہوں کہ میں جب تمہارے پاس آؤ، تو میرا سینہ سب کی طرف سے صاف ہو''

ان چیزوں کا اجر (یعنی بڑوں چھوٹوں کے حقوق کی رعایت کا اجر جس کا وسیع نام اصلاح ذات البین ہے) ارکان سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہی ہے اھ۔ (ملفوظات نمبر ۱۵۱)

(۲) نیز فرمایا: ہماری تحریک، اور اسلامی تبلیغ، نہ کسی کی دل آزاری کو پسند کرتی ہے، نہ کسی

فتنہ فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے۔ دوسروں کے عیب کی کوشش بے ہنری ہے اور کام کو بے رونق کرنیوالی چیز ہے اھ۔ (ارشادات صفحہ ۳۳)

(۳) نیز فرمایا: محبت آپس میں رکھنا، نماز سے زیادہ درجہ رکھتی ہے، اسی طرح ایک روز فرمایا کہ اخلاق، نماز سے بہت بڑا درجہ رکھتا ہے اھ۔ (ارشادات صفحہ ۵۵)

(۴) ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ہر شخص میں یقیناً کچھ خوبیاں اور کچھ خرابیاں ہوتی ہیں، اگر خرابیوں کے ساتھ نظر اندازی اور ستر کاری اور خوبیوں کی پسندیدگی، اور ان کے اکرام کا ہم مسلمانوں میں رواج ہو جائے، تو بہت سے فتنے اور بہت سی خرابیاں، اپنے آپ دنیا سے اٹھ جائیں اور ہزاروں خوبیوں کی اپنے آپ بنیاد پڑ جاوے اھ۔ (ارشادات صفحہ ۱۸۸)

(۵) ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: مؤمنین کا باہمی حسن ظن ایک عجیب سرمایہ ہے، اور حق تعالیٰ کے جود وسخا کے دہانے کھولنے کے لیے بہترین مفاتیح میں کی مفتاح رحمت ہے اھ۔ (ارشادات صفحہ ۲۱۱)

(۶) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان میں اپنے آخری بیانات میں فرمایا: یہ امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون اور فاقوں سے بنی تھی، اب ہم اپنی معمولی معمولی باتوں پر امت کو توڑ رہے ہیں، یاد رکھو نماز چھوڑنے پر بھی اتنی پکڑ نہیں ہوگی، جتنی امت کو توڑنے پر ہوگی، جب امت بنے گی، تو امریکہ اور روس کی طاقتیں بھی ان کے سامنے جھکیں گی اھ۔ (آخری بیانات صفحہ ۱۷)

نوٹ: مذکورہ بالا تفصیل ایک سرسری مطالعہ کا ماحصل ہے، ان شاء اللہ اگر توفیق خداوندی شامل رہی تو اس سلسلہ میں مزید تفصیلات امت مسلمہ کی امانت کے طور پر پیش کی جائے گی، جس سے یہ سمجھنا مزید آسان ہوگا کہ مولانا سعد صاحب کے افکار ونظریات کے سلسلہ میں شائع کیے جانے والے اقتباسات کی حقیقت کیا ہے؟ مکمل بیان کیا ہے؟ مولانا کی مراد کیا ہے؟

اکابر کے کلام سے غلط معانی نکال کر سازش کرنے کی غلط روش اہل حق کا طریق نہیں ہے

اسلام کے ترجمان اور دین و دعوت کے معتمد علما وصلحا کے سلسلہ میں ہمیشہ اتہامات والزامات کا ایک تاریک باب کھلا رہا، بقول حضرت شیخ مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کے کہ کوئی زمانہ اس سے خالی نہیں رہا (الاعتدال فی مراتب الرجال) اسی سلسلہ میں فقیہ الامت حضرت مفتی محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ گنگوہی کا مندرجہ ذیل کلام ہے، جس سے اندازہ ہوگا کہ صحیح اور درست افکار ونظریات کو کس طریق سے متہم کیا جاتا ہے؟ اور یہی طریقہ زمانہ قدیم سے چلا آ رہا ہے، اور اسی کا تازہ مظہر وفاق موصوف کی کاوشیں ہیں، کہ متکلم کے کلام سے ایسے معانی گھڑنا کہ جو نہ متکلم کی مراد ہے، نہ ہی اس کا عقیدہ ہے، اور نہ ہی وہ اس من گھڑت مراد سے راضی ہے، حضرت مفتی صاحب نے تو محبین حضرات کے سلسلہ میں نقل کیا ہے، لیکن وفاق موصوف کی حالت آج اس کی اقرب ترین مصداق ہے، اسی مناسبت سے مفتی صاحب کا کلام پیش کیا جارہا ہے۔

ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، منظّم سوچی سمجھی اسکیم کے تحت علمائے دیوبند کو بدنام کرنے اور ان سے عوام کو متنفر کرنے کے لئے ان کی طرف بے بنیاد غلط باتیں منسوب کی جارہی ہیں اور ان کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر ان کے غلط اور مکروہ معنی عوام کو بتلائے جارہے ہیں جن کی صفائی بارہا کی جا چکی ہے، بریلی کے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جا کر وہاں کے علماء کو بتلایا کہ علمائے دیوبند نے اپنی کتابوں میں ایسا ایسا لکھا ہے (جس کو علماء دیوبند نہ زبان پر لا سکتے ہیں، نہ قلم سے لکھ سکتے ہیں، نہ ان کے قلب و دماغ میں وہ موجود ہے، نہ ان کا عقیدہ ہے، نہ ان کی مراد ہے) لہٰذا یہ حضرات اسلام سے خارج اور کافر ہیں، اس پر علماء حرمین شریفین نے کہا کہ یہ علماء دیوبند کی کتابیں جس زبان میں ہیں (یعنی اردو یا فارسی میں) ہم اس زبان کو نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے، ہم کو کیا خبر ہے کہ ان کتابوں میں کیا لکھا ہے، اعلیٰ حضرت بریلوی نے کہا کہ میں ان کا ترجمہ آپ کو عربی میں بتلاتا ہوں، پھر جو چاہا ترجمہ

عربی میں بتلایا اور وہاں کے علماء سے اس پر دستخط کرائے، اس کتاب کا نام ’’حسام الحرمین‘‘ رکھا۔

پھر مدینہ منورہ سے ان مسائل وعبارات کے متعلق عربی میں سوالات ہندوستان آئے جن کے جوابات یہاں سے عربی میں بھیجے گئے اور بہت سے علماء نے اس پر دستخط کردئے، ان کو بہت صدمہ ہوا کہ افسوس ہم کو دھوکہ دیا گیا، انہوں نے رجوع کیا اور اعلان کیا کہ یہ علمائے دیوبند کافر نہیں؛ بلکہ اعلیٰ درجہ کے سچے مسلمان اور قرآن وحدیث کے سچے متبع اور سلف صالحین کے طریقہ پر ہیں، اس سوال وجواب کے مجموعہ کا نام "التصدیقات لدفع التلبیسات" ہے، پھر اس کو خالص اردو میں شائع کردیا گیا، اس کا نام ’’عقائد علمائے دیوبند ہے، اس کو منگوا کر ملاحظہ کریں اور انصاف سے دیکھیں کہ جب مصنف خود برأت کررہے ہیں کہ ہماری یہ مراد نہیں اور ہمارا یہ عقیدہ نہیں تو پھر اس پر زبردستی کفر کا فتوی لگانا کون سی دیانت ہے؟ "حسام الحرمین" میں جو کچھ کہا گیا ہے، اس کے متعلق ’’الشہاب الثاقب‘‘ کا مطالعہ کیا جائے اس میں تفصیل مذکور ہے۔ (فتاوی محمودیہ:۱۶۸/۴-۱۶۹، باب فی تذکرۃ الرجال)

علماء کی شہرت بھی ان کے مخالفت کا ذریعہ ہے

مولانا سعد صاحب کی مخالفت میں آج وفاق موصوف کھڑے ہوے ہیں، جبکہ مدعیان کا دعوی ہے کہ مولانا سعد صاحب سالہا سال سے غلط افکار ونظریات بیان کررہے ہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ بقول حضرت شیخ کے جب شہرت کے ایام شروع ہوتے ہیں تب ان پر اتہامات واہانتیں بھی شروع ہوتی ہیں، اس لیے 20 سال سے وفاق موصوف انتظار میں بیٹھے تھے کہ جب مولانا سعد صاحب مشہور ہونگے، تب علما ہند کے وفاق کے نام سے اپنے تخیلات پیش کرکے تاریخ میں اپنا نام درج کرائینگے۔ تو حضرت شیخ نے مندرجہ ذیل کلام سے رہبری کی ہے کہ وفاق موصوف کی کوششیں نہ قابل التفات ہیں، اور نہ ہی قابل توجہ۔

علماء ومشائخ کے حق میں سب وشتم ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے

اس سب کے علاوہ قانون الہی کا مقتضا بھی ہے کہ علماء ہوں، یا مشائخ مشاہیر کے لئے

سب وشتم بھی ایک قدیمی معمول ہے،کوئی زمانہ بھی اس سے خالی نہیں گذرا، نہ گذرے گا، نبی کریم ﷺ کا ارشاد صحیح حدیث میں وارد ہے: "إن حقا على الله أن لا يرقع شيئا من أمر الدنيا إلا وضعه" (وكذا فى الجامع برواية البخارى وأبى داود، والنسائى، وأحمد، عن أنس)

اللہ تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ دنیا کی جس چیز کو بلند کرتے ہیں، اس کو پست بھی کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ تمام عالم پر غور کرلو، گذرے ہوئے زمانوں کو دیکھو اور زمانہ حال کو جانچو، جس شخص کی شہرت جس نوع کی پاؤ گے اسی نوع کی اس کی اہانت دیکھو گے، جن لوگوں کی اخبارات واشتہارات میں تعریفیں دیکھو گے، اخبارات واشتہارات ہی میں اہانتیں بھی پاؤ گے اور جن کی مجالس عامہ یا خاصہ میں شہرت دیکھو گے ویسی ہی مجالس میں ان پر سب وشتم بھی پاؤ گے، کبھی کبھی زمانی تقدم یا تأ خرتو ملے گا، مگر اس کا تخلف شاید نہ ملے، اس لئے یہ چیز قابل التفات ہے، نہ قابل خیال، علماء کو نہ اس طرح متوجہ ہونے کی ضرورت ہے، نہ ازالہ کی فکر میں۔

إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقى إلا
بالله عليه توكلت وإليه أنيب

☆☆☆☆☆☆☆☆

السلام علیکم!

آپ کے پاس وفاق علما ہند کے نام سے کچھ تحریریں پہنچی ہونگی، جس میں مولانا سعد صاحب کے بیانات سے متعلق صحیح اوردرست باتوں کے غلط معانی نکال کر بد گمانی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے،اس سلسلہ میں اگر آپ کو کوئی شکوک و شبہات میں ڈالے تو یہ رسالہ ''حضرت مولانا محمد سعد صاحب دامت برکاتہم کے افکاراقوال سلف کی روشنی میں، نیز وفاق علمائے ہنداوراس کے اتہامات کا جائزہ ''اس کو بھیج دیں، جس میں مولانا سعد صاحب کے افکارونظریات کے سلسلہ کے مضامین اکابرامت کی کتابوں سے پیش کیے گیے ہیں، اس رسالہ کو تصحیح نیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ شائع کریں کہ کام کرنے والے خصوصا اور پوری ملت عموما اپنے بڑوں پر بے اعتماد بنانے اور بڑوں سے بدگمان کرنے والے افراداورایسی تنظیموں اورمشن سے محفوظ رہے، اس رسالہ سے یہ بھی واضح ہورہاہے کہ مولانا محمد سعد صاحب اکابرین کے طریق اوران کے افکارونظریات سے منحرف نہیں بلکہ اکابر کی فکروں کے امانت دار محافظ اور حقیقی وارث و جانشین ہیں۔اللہ تعالی معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔اس رسالہ کو ناشر سے حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ عام کریں، اور اپنے اپنے ممالک میں اپنی زبانوں میں ترجمہ کرواکرخوب شائع کریں، فقط والسلام۔